UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222224
UNIVERSAL
LIBRARY

حالات چین

معہ تصاویر

از

غلام قادر فصیح - پروپرایٹر و ایڈیٹر

اخبار پنجاب گزٹ و ہسٹورین و ناولسٹ

سیالکوٹ

۱۸۹۰ء

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح مالک و مہتمم کے
اہتمام سے چھپی

حالات چین معہ تصاویر

انٹروڈکشن

سلطنت چین دنیا میں بڑی مشہور و معروف سلطنت ہے۔ قدامت اور آبادی میں دنیا بھر کی کوئی سلطنت اسکے ساتھ لگا نہیں کھا سکتی۔ چینی اپنی ولایت کو وسط اقلیم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسکو دنیا کے مرکز میں سمجھتے ہیں۔ یہ ایشیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ عرب اس کے جنوب مغرب میں ہے اور ہندوستان ان دونوں کے درمیان ہے۔ اگر ہم ہندوستان میں شمال کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو چین ہمارے دائیں ہاتھ اور عرب ہمارے بائیں ہاتھ ہوگا۔ انجیل میں چین کا قدیمی نام سینیم مذکور ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ مسیح سے ۲۵۰ برس پہلے چین نام کے ایک حاکم نے پہلے پہل اس ملک میں اقتدار حاصل کیا۔ اور رفتہ رفتہ لوگ اسکے نام پر اس ملک کو بھی چین کہنے لگے۔ نہیں تو چین کے باشندے اپنے ملک کو چین نہیں کہتے۔

وسعت

سلطنت چین وسعت میں ہندوستان سے تین گنی بڑی ہے اس میں چین خاص تبت اور ایک بڑا حصہ تاتار کا شامل ہے۔ چین خاص ہندوستان کے برابر ہے اور اسکا رقبہ ۱۵ لاکھ میل مربع ہے۔ آبادی کا کچھ صحیح اندازہ تو نہیں لگایا جا سکتا مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسکی تعداد ۳۲ کروڑ کے قریب ہے جبکہ ہندوستان کی آبادی پچیس کروڑ چالیس لاکھ ہے باقی سلطنت میں جسکا رقبہ قریباً دو گنے ہے چھ کروڑ آدمی آباد ہیں۔ غرض دنیا کی آبادی میں چوتھا حصہ چینی لوگ ہیں +

طبعی نقشہ

چین کے بہت سے حصہ میں دریاؤں کی وادیاں ہیں جو پہاڑوں کے سلسلہ سے الگ کی گئی ہیں چنانچہ تبت کے پہاڑوں سے لے کر بحرالکاہل تک تمام ڈھلوان ہی ڈھلوان نظر آتا ہے۔ دو بڑے دریا جو گنگا سے دوگنے بنے ہیں تبت کے پہاڑوں سے ایک دوسرے کے قریب ہی نکلتے ہیں اور ملک چین کو سیراب کرتے ہوئے بحرالکاہل میں جا گرتے ہیں۔ اس میں سے شمالی یعنی ہوانگ ہو یا زرد دریا کو "غم چین" بولتے ہیں۔ یہہ گہرا نہیں ہے اور اکثر رخ بدلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے جان و مال کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ جنوبی دریا جسکو ینگسی کہتے ہیں نہایت گہرا ہے اور سیکڑوں میل تک جہاز رانی کے قابل ہے۔ پیہو نامی بھی ایک دریا ہے اور جنوب میں چکیانگ بڑا دریا ہے جس کے دہانہ کے قریب ایک بڑا شہر کانٹن آباد ہے۔

آب وہوا

تمام چین سوائے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے شمالی منطقہ معتدلہ میں واقع ہے۔ کانٹن خط استوا سے اتنی ہی دور ہے جتنی دور کہ کلکتہ ہے ان کی آب وہوا بھی یکساں ہے۔ موسم گرما میں گرمی بہت پڑتی ہے اور کبھی کبھی بڑے بڑے سخت طوفان بپا ہوتے ہیں۔ شمال میں بہت سرد ہوا ہوتی ہے پیہو تین مہینے برف سے جما رہتا ہے۔

جواہرات

چین میں ہر قسم کی دھاتیں پائی جاتی ہیں یہہ ملک خاصکر سفید مٹی کے سبب بڑا مشہور ہے جس کے نہایت عمدہ اور نفیس برتن بنتے ہیں۔ بعض جگہوں میں کوئلہ بےشمار ہے لیکن تھوڑی مدت سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ چونکہ چینی وہمی ہیں اسلئے اس وہم پر کچھ عرصہ تک کانیں کھودی جانی بند کی گئی تھیں۔ کہ کان کھودنے سے ایک متوفی شہنشاہ بیگم کو تکلیف پہونچتی ہے۔

نباتات

ینگسی کے جنوب میں چاول بافراط پیدا ہوتے ہیں لیکن اس کے شمال میں گندم باجرا اور مکی بوتے ہیں۔ چین کی نباتاتی پیدایش میں سے چاء نہایت مشہور ہے۔ شہتوت کے درخت ریشمی کپڑے کی خاطر بکثرت لگائے جاتے ہیں۔ چین کے بانس معدنوں سے

بھی زیادہ قیمتی ہیں اور گورنمنٹ چین کو اُن سے اس قدر آمدنی ہوتی ہے کہ سوائے چاولوں اور ریشیم کی آمدنی کے اور کوئی پیداوار ان کی برابری کا دعوی نہیں کرسکتی - چربی کے درخت وارنش کے درخت اور کافور کے درخت بھی بیش قیمت ہوتے ہیں - ناریل اور دیگر پودے جنوب میں پیدا ہوتے ہیں -

اتنا بڑا نہیں ہوتا - جتنا کہ ہندوستان میں - بطخوں کے بڑے بڑے جھول پالتے ہیں - انڈے ریت کے گرم صندوقوں میں اُسوقت تک رکھے جاتے ہیں جبتک کہ بچے پیدا ہوں - اُن کو اول ہی اول اُبلے ہوئے چاول دئے جاتے ہیں - جب وہ کچھ بڑے ہوجاتے ہیں تو اُن کو ایک بڑی کشتی میں لیجاتے ہیں جہاں قریباً

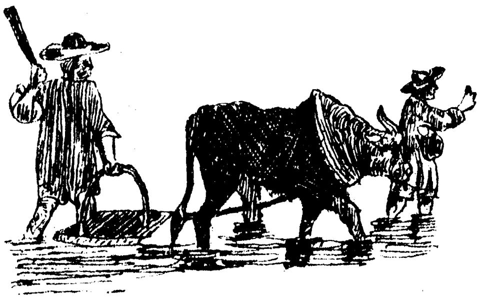

چینی دہقان

جانور

چین میں اس کثرت سے آبادی ہے کہ وہاں سوائے مغربی پہاڑوں کے کوئی شکاری جانور نظر نہیں آتا - بھیڑ بکری اور گھوڑے قد میں چھوٹے ہوتے ہیں اور دیگر ممالک کی طرح ان کی چنداں کثرت نہیں ہے زمین انسانوں کی خوراک کے واسطے ہی استعمال کیجاتی ہے - بھینسا جسے چینی بیل آبی کہتے ہیں قد میں

۴۰۰ بطخیں رکھی جاتی ہیں - دن کے وقت وہ دریا کے کنارہ پر چگنے کے واسطے کھولے جاتے ہیں - شام کے وقت اُن کا مالک اُنکو سیٹی یا کسی اور اشارہ سے بلاتا ہے - اور وہ سب کے سب کھانے کے لئے آموجود ہوتے ہیں - بطخوں کے بعض اوقات دو دو ٹکڑے کرکے دھوپ میں مچھلی کی طرح سکھائے جاتے ہیں - اور کھیتوں کے برابر خوراک اُنسے پیدا

ہوتی ہے ۔ جنگلوں میں خوبصورت چکور پائے جاتے ہیں ۔ سرخ اور سفید مچھلی پہلے پہل چین ہی سے آئی تھی ۔

تواریخ

چین میں اکثر کرکے تین قسم کے لوگ آباد ہیں ۔ اصلی باشندے ۔ چینی اور مانچو تاتاری ۔ شروع میں یہہ ملک مختلف اقوام سے آباد تھا جن کو چینیوں نے فتح کرکے پہاڑوں میں بھگا دیا ۔ جیسا کہ آریہ لوگوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کے ساتھ کیا ۔ چینیوں کی ابتدائی تواریخ ہندوؤں کی طرح قصہ کہانی ہے ۔ وہ پھانکو سے شروع کرتے ہیں جس کے زمانہ میں زمین و آسمان علیحدہ کئے گئے ۔ اس کے بعد تین خاندان ہوئے جنمیں ۱۲ آسمانی ۱۱ زمینی اور ۹ انسانی شاہنشاہ ہوئے جو ۵۰۰ برس تک حکمراں رہے ان کے بعد مختلف خاندانوں کا ایک جرگہ حکمراں رہا ۔ عام لوگوں کا یقین ہے کہ چینی بحیرہ کیسپین کے جنوب سے آئے ۔ اور اپنے ساتھ لکھنے کا اور جوتش کا علم جو انہوں نے بابلستانیوں سے حاصل کیا تھا لائے سب پرانی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی نقل مقام کرکے چین کے شمال مغرب میں آباد ہوئے اور اصلی باشندوں سے لڑکر آگے بڑھتے گئے ۔ ان کے آنے کا وقت نامعلوم ہے ۔ مگر غالباً مسیح سے ۲۵۰۰ برس پہلے معلوم ہوتا ہے چینیوں کی معتبر تواریخ مسیح سے ۷۲۱ سال پہلے سے شروع ہوتی ہے ۔ بہت مدت تک سلطنت مختلف شہزادوں میں بٹی رہی ۔ جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے ۔ لیکن ضرورت کے وقت ایک ان میں سے بڑا بنجاتا تھا ۲۵۵ سال مسیح سے پیشتر **ٹسین** خاندان سیاہ بال والے لوگوں پر حاکم مانا گیا ۔ ونگٹی جو ۲۴۶ برس مسیح سے پیشتر تخت نشین ہوا چین کا پہلا شاہنشاہ خیال کیا جاتا ہے ۔ بعض تبدیلیاں جو اس نے کیں لوگوں کو ناگوار گذریں ۔ اسلئے اس نے حکم دیا کہ طبی زراعتی ۔ اور مذہبی کتابوں کے سوا سب کتابیں جلا دیی جاویں ۔ چونکہ تاتاری لوگ سلطنت پر خوفناک حملہ کر رہے تھے ۔ اس لئے اس نے سرحد پر بڑی دیوار بنانی شروع کی ۔ سنہ ۱۲۰۹ء میں چینیوں نے منگولیں یعنے (مغربی تاتاروں) سے منچورین یعنے (شمالی تاتاریوں) کو شکست دینے کیواسطے مدد لی مگر وہ خود ملک پر قابض ہوگئے ۔ اور یہ پہلا اجنبی خاندان حکمران ہوا ۔ جو ۲۷۶ سال تک رہا ۔ اسکے بعد ایک غاصب کو تخت سے اتارنے کے واسطے مدد مانگی گئی ۔ لیکن اس

کام کے بعد اُنہوں نے پیکین میں قدم جمالئے
اور آخر کار ساری سلطنت کے بادشاہ بن گئے۔
منچورین خاندان کے بادشاہ اب تک چین میں حکمران
ہیں ۔

لوگ

چینیوں کا رنگ بھسلا ہوتا ہے۔ رخساروں کے
تلے کی ہڈیاں اُبھری ہوئیں۔ آنکھیں بادام
کی شکل کی۔ بال موٹے سیاہ۔ اور داڑھی
پتلی ۔ جیسے کہ

سب نے منظور کر لیا چوٹی عمدہ طور سے گوندھی ہوئی
پیچھے لٹکتی رہتی ہے جسکو سور کی دُم کہتے ہیں یعنی
چوٹی موجب فخر سمجھی جاتی ہے۔ اگر بال چھوٹے ہوں
تو ان کے ساتھ ریشم یا کوئی اور ایسی چیز ملا دیتے
ہیں "چھوٹی چوٹی" چینیوں میں ایک عام دشنام
کے طور پر مروج ہے۔ اور چینی چوٹی کٹانے کی نسبت
سر کٹانا بہتر سمجھتے ہیں شریر لڑکے بعض وقت ایک
دوسرے کی چوٹیاں باندھ دیتے ہیں جب قلی کام
کرتا ہے تو وہ چوٹی کو سر کے گرد لپیٹ لیتا ہے۔

چینی آدمی

چوٹی کاٹنا

سنہ ۱۶۴۴ء سے پہلے پہلے چینی لمبے بال رکھتے
تھے اور سر پر جوڑا بناتے تھے۔ مانچس نے حکم دیا
کہ بال کٹا دو اور ایک چوٹی رکھ لو۔ ایک عرصہ
تک وہ اس تبدیلی پر راضی نہوئے۔ لیکن آخر کار

چینی بڑے بے سمجھ اور وہمی ہوتے ہیں چوٹی
کٹنے کا جنون انکی جہالت اور وہم کی ایک نظیر
ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ بعض اوقات

کاغذ کے آدمی جو ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں وہ چوٹیاں لیجاتے ہیں۔ جب یہ خوف عام طور پر پھیلتا ہے تو وہ گھڑیال بجاتے ہیں۔ اور رات کے وقت اکٹھے ہو کر لالٹین اور مشعلیں لے کر چلتے ہیں۔ ایکدفعہ تین چینی عیسائی راہ گیروں پر یہ الزام لگایا کہ اُنہوں نے کاغذی آدمی ملک میں بھیجدئے ہیں سب پکڑے گئے اور اس جرم میں اُن کے سر تن سے اُتارے گئے۔ پادریوں پر بھی اکثر یہہ الزام لگایا جاتا ہے۔ چینی کاہن ایک پوڈر بیچتے ہیں جسکو چینی بودی میں گھنتے ہیں تاکہ کاغذی آدمی نزدیک نہ آئیں۔

چینی عورتوں کے پاؤں۔ شادی کے وقت یہہ ہرگز نہیں پوچھا جاتا کہ دلہن نیک ہے ہشیار ہے یا خوبصورت ہے۔ بلکہ یہ کہ اس کے پاؤں کتنے بڑے ہیں۔ سب سے بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ پاؤں تین انچ لمبے ہوں۔ انکو وہ سنہری پھول کہتے ہیں۔ دولتمند عورتیں لڑکوں کے سہارے یا لاٹھی ٹیک کر لڑکھڑاتی ہوئی چل سکتی ہیں۔ جب کبھی وہ باغات کی سیر کرنا چاہتی ہیں تو نوکر انکو اُٹھا کر لیجاتے ہیں۔ جن عورتوں کے پاؤں ذرا کچھہ بڑے ہوتے ہیں وہ تھوڑی دور تک جا سکتی ہیں۔ ایک چینی شاعر کا قول ہے کہ وہ اسطرح چلتی ہیں کہ گویا بید ہل رہا ہے۔ اگر ہم چینی عورتوں کی طرح چلنا چاہیں تو ایڑیوں کے بل چلیں۔ جب لڑکی ابھی پانچ ہی برس کی ہوتی ہے تو اُس کے پاؤں باندھدیتے ہیں اور کپڑے کا ٹکڑا سا مضبوطی سے لپیٹ کر سی دیتے ہیں ایک ہفتہ تک اسی طرح رہنے دیتے ہیں۔ درد نہایت سخت ہوتا ہے۔ چینیوں کے گھر کے آگے کی طرف سے گذرتے وقت بچوں کی دردناک چیخیں سُنی جاتی ہیں۔

جنکے پاؤں بندھے ہوئے ہوتے وہ ایک دو برس تک اسی تکلیف میں رہتے ہیں۔ اور جب جاڑے کی راتیں آتی ہیں۔ تو وہ انہیں کسی کپڑے میں نہیں دباتے صرف اس ڈر سے کہ گرمی کے سبب زیادہ درد نہو۔ بعض اوقات ایک دو انگلیاں ہی اُڑ جاتی ہیں۔ لیکن وہ اسکو اچھا سمجھتی ہیں۔ کیونکہ پاؤں اور بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ کوئی عورت خواہ اُس نے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اُٹھائی ہو اپنے بچے کو اس عذاب سے نہیں بچانا چاہتی۔ جس لڑکی کے پاؤں نہایت چھوٹے ہوتے ہیں اُس کی ماں بڑی لایق اور باسلیقہ سمجھی جاتی ہے۔ باوجودیکہ چینیوں کی رسومات ایسی سخت خراب اور تکلیف دہ ہیں۔ مگر ہندوستانیوں کی طرح وہ بھی ان بدرسومات کو ترک نہیں کرسکتے۔

پوشاک

چینیوں کے کپڑے کھلے اور آرام دہ ہوتے ہیں۔

گرمی کے دنوں میں ایک قلی کی پوشاک سوت کا کھلا پاجامہ اور ایک کھلا کوٹ ہوتی ہے لیکن جاڑے میں روئی دار کپڑہ پہنتے ہیں۔ شمال میں بھیڑ کی کھال استعمال میں لاتے ہیں امیر لوگ گرمی میں تو ریشم وغیرہ کے کپڑے پہنتے ہیں لیکن جاڑے میں ریشم اور پوستینیں کے یہہ لوگ گھٹنوں تک لمبے چوغے پہنتے ہیں جن کے اوپر پیٹی باندھتے ہیں۔ آستینیں اتنی لمبی ہوتی ہیں کہ ہاتھوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ اور پاکٹ کا کام دیتی ہیں۔ چینی سٹوڈنٹ بعض اوقات چھوٹی چھوٹی کتابیں انمیں چھپا کر امتحان میں لیجاتے ہیں +

ماندری لوگ

اہل یورپ چینی افسروں کو ماندری کہتے ہیں یہہ لفظ سنسکرت منتری سے نکلا ہے۔ افسر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سویلین (ملکی) اور ملٹری (فوجی) جو مختلف نشانات سے پہچانے جاتے ہیں ملکی افسر تو پرندوں کی تصویروں سے پہچانے جاتے ہیں۔ جو اُن کے کپڑوں کی پیٹھ او چھاتی پر بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فوجی افسر جانوروں کی طرح خوفناک شکلیں بناتے ہیں۔ پہچان کے واسطے ٹوپیوں پر بھی بٹن لگاتے ہیں۔ اور فوجی لوگ بوٹ بھی پہنتے ہیں۔ شہنشاہ کی ٹوپی کے اوپر ایک جواہر جڑا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اسکا لباس بہت سادہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ سرکار سے حکم ملتا ہے کہ فلانی تاریخ سردی یا گرمی کے کپڑے بدلے جاویں۔

چینی عورت اور اُسکا بچہ

جو مزدور بارش میں کام کرتے ہیں وہ ایک قسم کی لمبی گھاس کی بنی ہوئی "برساتی پوشاک" پہنتے ہیں ماندریوں کی عورتیں بھی اپنے شوہروں کی طرح پردوں کی شکلیں پوشاک پر بناتی ہیں۔ اور انکی نیز دیگر چینی عورتوں کی پوشاک مردونکی پوشاک سے ملتی جلتی ہے۔ قریبا ہر ایک صوبہ میں کئی طرح بال سنواری جاتے ہیں۔ بالوں کو سنوارنے کے لئے اکثر قدرتی یا مصنوعی پھول

استعمال کیئے جاتے ہیں۔ خوش پوش عورتیں سر کے نیچے ایک بانس کا تکیہ رکھتی ہیں تاکہ بال خراب نہ ہو جائیں۔ اور کپڑے کے ساتھ نہ لگنے پائیں۔ ہندوستانی عورتیں بعض اوقات چہرے پر زعفران ملتی ہیں۔ تاکہ انکا رنگ سنہری ہو جائے۔ مگر ایسی حالتیں دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا انہیں یرقان کی بیماری ہے۔ چینی عورتیں بھی سرخ اور سفید رنگ چہرہ پر ملکر اپنے آپ کو بدصورت بنالیتی ہیں۔ نہیں تو انکا قدرتی رنگ نہایت ہی خوبصورت ہوتا ہے ٭

خوراک

چینی اکثر چاول کھاتے ہیں۔ لیکن شمال میں جو لوگ غریب ہیں۔ باجرے کا استعمال کرتے ہیں۔ چاولوں کو بقدر استطاعت سبزی یا گوشت یا مچھلی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ وہ لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں گوشت نہیں کھاتے انہیں خوف رہتا ہے کہ مبادا انکا کوئی رشتہ دار جانور بنگیا ہو اور وہ اسکا گوشت کھا جائیں۔ لیکن سبزی کی پسندیدگی کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ وہ گوشت سے سستی ہوتی ہے میز پر ایک بڑا سا چینی برتن رکھ دیتی ہیں اور اسکو گرم گرم چاولوں سے پر کر دیتے ہیں اسکے گرد اگرد چھوٹی چھوٹی رکابیوں میں سبزی مچھلی یا گوشت جو ٹکڑے کرکے مصالحہ دار بنایا ہوتا ہے بھر کر رکھ دیتے ہیں ہر ایک آدمی ایک چینی کا پیالہ اور دو لکڑی کے چمچ پکڑ لیتا ہے۔ اور اپنی رکابی میں بڑے برتن سے چاول ڈالکر بائیں ہاتھ سے منہ کے نزدیک لاتا ہے اور اسقدر جلد منہ میں ڈالتا جاتا ہے کہ دیکھنے والا حیران رہجاتا ہے۔ چمچوں کو تین انگلیوں میں پکڑتے ہیں اور ہمیشہ کی مشق کے سبب وہ ایک ایک دانہ تک اٹھا لیتے ہیں اگرچہ یہہ چمچے چنداں آرام دہ نہیں ہیں لیکن انگلیوں کے ساتھ کھانے کی نسبت انمیں زیادہ صفائی ملحوظ رہتی ہے چاولوں کے ساتھ ساتھ سبزی بھی کھاتے جاتے ہیں۔ اور اوپر سے چاء یا گرم پانی پی لیتے ہیں۔ چینی ٹھنڈا پانی کبھی نہیں پیتے۔ کیونکہ اسکو مضر سمجھتے ہیں ٹھنڈا صاف پانی صحت بخش ہے۔ لیکن خراب پانی بخار چڑھا دیتا ہے چینیوں کو کبھی بخار نہیں آتا۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ یا تو چاء پیتے ہیں یا ابلا ہوا پانی اگر ہندوستان کی بخار والی جگہوں میں بھی ایسا کیا جاوے تو بہت کم لوگ مریں گے۔ چینی سور کا گوشت مرغ اور بطخ کا گوشت اکثر کھاتے ہیں۔ کبھی کبھی کتے اور بلیاں

بھی کھاتے ہیں۔ سیاہ کتوں اور بلیوں کا گوشت سب سے عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ چین کے جنوب میں جاڑے کے شروع میں ایک خاص دن کتے کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اس خیال سے کہ اسطرح وہ بیمار نہ ہونگے۔ مچھلی بہت کھاتے ہیں۔ لیکن مینڈک بھی پکڑ لیتے ہیں۔ ملک کے بعض حصوں میں ٹڈی اور ٹڈی کو بھونکر کھاتے ہیں۔ گائے کا دودھ کبھی نہیں پیتے بعض بیماریوں میں عورت کا دودھ پیتے ہیں یعنی چاء بہت پیتے ہیں۔ دودھ چینی کچھ بھی نہیں ڈالتے ایک پیالہ میں چند پتے رکھکر اوپر سے ابلتا ہوا پانی ڈالدیتے ہیں شاہراہ پر چاء کی دوکانیں ہوتی ہیں۔ چاولوں کی ایک شراب بناتے ہیں جسکو شمشو کہتے ہیں زیادہ تیز کرنے کے واسطے تین دفعہ بھٹی چڑھاتے ہیں وہ اسے سہ آتشہ کہتے ہیں۔ چینیوں میں افیم پینے کا بڑا رواج ہے۔ اس کا بیان آگے لکھا جائیگا۔

شہر اور عمارت

اس ملک میں بدھ کے مندروں کے سوا پرانی عمارتیں یا کھنڈرات بہت کم پائے جاتے ہیں کسی بادشاہ نے بڑی عمارت بناکر اپنا نام قائم رکھنا نہیں چاہا۔ چینی لوگ پہلے پہل خیموں میں رہتے تھے۔ اسلیئے ان کے گھر بھی اسی نقشہ کے ہوتے ہیں۔ ڈھلوان چھتیں اور اوپر مڑے ہوئے گوشے جنپر دوسری منزل نہیں ہوتی خیمہ کی صورت یاد دلاتے ہیں۔ چھتیں بجائے دیواروں کے لکڑی کے ستونوں پر ٹھہری ہوتی ہیں۔ عمدہ عمدہ گھروں کے اردگرد اونچی اونچی دیواریں ہوتی ہیں۔ اور کوئی دریچہ دیوار سے باہر نہیں ہوتا۔ اسلیئے شہر کے عمدہ عمدہ کوچے بالکل سنسان معلوم ہوتے ہیں۔ ان لمبی لمبی دیواروں میں کہیں کہیں دروازے نظر آتے ہیں۔ اکثر اوقات بند رہتے ہیں۔ دریچوں کے چوکھٹے لکڑی کے بنے ہوئے ہیں جنپر کاغذ یا کپڑا منڈھا ہوا ہوتا ہے۔ دیوان خانے میں جوڑا جوڑا کرسیوں کا رکھا ہوا ہوتا ہے اور ہر ایک جوڑے کے درمیان چاءدان میز رنگ برنگ پھولدان ادھر ادھر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بڑے بڑے روشن فانوس دیواروں کے ساتھ لٹکائے ہوئے ہوتے ہیں جن پر پرانے زمانے کے فقرات لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ چینیوں کے پلنگ کچھ کچھ انگریزوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایک بڑی رضائی ہندوستان کی طرح بچھونے اور اوپر کا کام دیتی ہے۔ تکئے بانس کے

بنائے جاتے ہیں۔ چینی لالٹین بنانے میں بڑے کاریگر ہیں۔ لالٹین کاغذ ریشم کانچ سینگ وغیرہ کی بنائی جاتی ہے وہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ قد میں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں اور ایک آنے سے لیکر چھہ سو روپیہ تک فروخت ہوتی ہیں۔ بڑی لالٹینوں میں کئی بتیاں جلتی ہیں وہ بہت خوبصورت کھودی ہوئی اور نقاشی کی ہوئی ہوتی ہیں۔ چینی اکثر کرکے اپنے کپڑوں سے گرم رہتے ہیں جب جاڑا آتا ہے تو پوشاک پر پوشاک پہنتے جاتے ہیں وہ اپنے ہاتھ اور پانو کو چھوٹی چھوٹی ہاتھ والی اور پاؤں والی انگیٹھیوں سے گرم رکھتے ہیں جن میں سرخ کوئلے ڈالتے ہیں ہاتھ کی انگیٹھیاں چونکہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ اسلئے اکثر بڑی آستینوں میں رکھی جاتی ہیں۔ شمالی ملک میں ایک چوڑا کھوکھلا اینٹوں کا بنچ ہوتا ہے جس کو وہ کینگ کہتے ہیں یہہ گرم کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اسپر سوتے ہیں۔ ان کے ساتھ اکثر باغ بھی ہوتے ہیں انمیں عجیب طرح کا پتھر کا کام اور چھوٹی چھوٹی بیل ہوتی ہے۔ نیز چھوٹے چھوٹے تالاب جنمیں سرخ اور سفید مچھلیاں رکھی جاتی ہیں۔ درختوں پر تار لپیٹ دیتے ہیں اس لئے وہ چھوٹے ہوجاتے ہیں یہانتک کہ ترسے سے زیادہ درخت چھوٹا پہاڑی سے اونچا نہیں ہوتا باغوں میں سنگترے۔ انار۔ شفتالو۔ خوشبو والے پھول ہوتے ہیں۔ شہر کی سڑکوں کی گلیاں تنگ لیکن ہموار ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اونکے درمیان کھڑا ہوکر ہاتھ پھیلائے تو دونو طرف کی دیواروں کو چھو سکتا ہے۔ چونکہ بگھے اور گاڑیاں بہت کم ہیں اسواسطے چوڑی گلیونکی ضرورت نہیں۔ اُن کے تنگ ہونے کے سبب گلیوں میں اندھیرا رہتا ہے شمالی شہروں کی گلیاں کشادہ اور بے فرش ہوتی ہیں۔ دوکانوں کے تختوں کی بجائے لمبی پٹیاں لٹکتی نظر آتی ہیں۔ ہر ایک چینی شہر کے اردگرد فصیل ہوتی ہے ۔

شادی

چینیوں کے شادی کے رسومات بہت دراز سے چلے آتے ہیں۔ ہر ایک آدمی بیس برس سے پہلے پہلے شادی کرلیتا ہے۔ انکا خیال ہے کہ اُن آدمیوں کی روحیں جو مرگئے ہیں ادھر اُدھر بے چین پھرتی ہیں چینی اسلئے جلد شادی کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہو کہ بے اولاد مرجائیں اور اُن کے پیچھے کوئی کریا کرم اور سرادھ کرنے والا نہ رہے۔ چونکہ چینی صرف ایک عورت

ہی رکھہ سکتے ہیں اسلیئے اگر پہلی عورت بانجھہ ہو
تو دوسری کے واسطے اُسکو الگ لدینا ضروری ہے
چینیوں میں لیپا ایک بیٹا بھی رکھنا جایز ہے۔
یہہ قاعدہ ہے کہ دُلہا دلہن کو شادی کی رات
تک نہیں دیکھہ سکتا۔ شادئیں لاگیوں کے ذریعہ
کیجاتی ہیں۔ اگر لڑکی کا باپ منظور کرے تو دُلہا
کچھہ نذرانہ کے طور پر بھیجتا ہے۔ تب جنم پتر یاں
ملائی جاتی ہیں اگر وہ مطابق ہوں تو منگنی
ہوجاتی ہے لیکن تھوڑا بہت جھگڑا ضرور
ہوتا ہے۔ اگر اسکے بعد تین دن کے اندر کوئی
قیمتی چیز ٹوٹ جائے یا کھوئی جائے تو یہہ بدشگون
خیال کیا جاتا ہے اور منگنی توڑ دی جاتی ہے۔
منگنی کے وقت سے لے کر شادی تک لڑکی کو
بالکل پردہ میں رہنا پڑتا ہے جب کبھی اُسکے
والدین کے ہاں دوست آتے ہیں تو لڑکی کو
اندر کی کوٹھری میں چھپنا پڑتا ہے۔ لڑکی کے
باپ کو اکثر دفعہ لڑکے کی حیثیت کے بموجب
نذرانہ کے طور پر روپیہ دیا جاتا ہے۔ جبتک
وہ روپیہ نہ دیا جائے شادی نہیں ہوتی۔
چھوٹے بچے سے تھوڑا روپیہ لیا جاتا ہے۔
ایک دفعہ ایک انگریز نے ایک لڑکے کو ایک
لڑکی پیٹھہ پر اٹھائے ہوئی دیکھا جب اُس نے
پوچھا کہ یہہ کون ہے تو اُس نے جواب دیا
میری عورت ہے۔ ہندوستانیوں کی طرح

چینی بھی شادی کے موقعہ پر توفیق سے زیادہ
روپیہ برباد کرتے ہیں۔ جو شخص آخیری رسم کے
واسطے دن مقرر کرتا ہے۔ مہمان دُلہا کے گھر
جمع ہوتے ہیں تب دلہن کو دُلہا کے گھر لانے
کے واسطے ایک جنیت جاتی ہے۔ رستہ کی
ڈائنوں کو ڈرانے کے واسطے سور کے گوشت کا
ایک ٹکڑا آگے آگے لیجاتے ہیں تاکہ وہ گوشت کو
کھالیں اور جنیت بچ نکلے۔ دلہن اُسوقت
نہایت عمدہ کپڑے اور بیش قیمت جواہرات پہنتی
ہے۔ اُسکے بال جو پہلے پیچھے لٹکتے تھے اب باندھ
دئے جاتے ہیں۔ وہ سنہری ڈولی میں بیٹھ
جاتی ہے جہاں وہ بالکل پردہ میں بیٹھتی ہے
اور اُسکو چار کہار اُٹھا لیتے ہیں۔ اب جنیت
دُلہا کے گھر کی طرف لوٹتی ہے۔ دروازہ پر
پہونچ کر وہ ڈولی سے اُترتی ہے۔ اور خوش
نصیب عورتیں جنکے شوہر اور بچے زندہ رہتے
ہیں اسے جلتے کوئلوں کی انگیٹھی پر اٹھاتے ہیں۔
دلہا ایک کمرہ میں چبوتری پر بیٹھا ہوا اس کی
انتظاری کرتا ہے اور وہ اگر عاجزی کے ساتھہ
ماتھا ٹیکتی ہے۔ وہ تب نیچے اُترتا ہے اور
گھونگٹ اُٹھا کر پہلی دفعہ اُسکا چہرہ دیکھتا ہے۔
بغیر کسی بات چیت کے وہ اکٹھے بیٹھہ جاتے
ہیں اور ہر ایک یہہ کوشش کرتا ہے کہ دوسرے
کے کپڑے کے کنارے پر بیٹھے کیونکہ یہہ خیال

کیا جاتا ہے کہ جو اسمیں کامیاب ہوا اُسی کا گھر میں اختیار رہے گا۔ تب دولہو دالان کی طرف جاتے ہیں اور قربان گاہ کے آگے کھڑے ہوکر آسمان و زمین اور بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں۔ تب وہ اپنے کمرے میں کھانا کھانے جاتے ہیں اور مہمان دروازوں سے دلہن کو دیکھ کر اُسکی رفتار گفتار اور وضع قطع پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ دلہا نفیس چیزیں کھاتا ہے لیکن دلہن کے واسطے کھانا منع ہے۔ تب مہمان دونوں کو ایک ایک شراب کا پیالہ دیتے ہیں اور اقرار کے بعد شادی پوری ہوجاتی ہے۔ زور آور ہمیشہ کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں عورتوں کے ساتھ چین میں ایسا ہی سلوک ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں اور اکثر کرکے انہیں بدنام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ **استاد کنفیوشس** فرماتے ہیں:۔

"ساری مخلوق میں سے عورتوں کا انتظام نہایت ہی مشکل ہے۔ اگر ان کے ساتھ زیادہ محبت اور الفت سے سلوک کیا جائے تو وہ گستاخ اور بے ادب ہوجاتی ہیں اور اگر ان سے پرہیز کی جائے۔ اور سختی کیجائے تو وہ ناراض ہوجاتی ہیں۔"

شوہر عورت کو مفصلہ ذیل قصوروں پر طلاق دے سکتا ہے۔

اول۔ سسر یا ساس کی نافرمانبرداری پر۔
دوم۔ بانجھ ہونے پر۔
سوم۔ زناکار ہونے پر۔
چہارم۔ حسد کرنے پر۔
پنجم۔ جذامی ہونے پر۔
ششم۔ بفایدہ بک بک کرتے رہنے پر۔
ہفتم۔ چوری پر۔

لیکن شوہر خواہ کسی قسم کا قصور کرے عورت کو اُسے چھوڑ دینے کا اختیار نہیں ہے۔ عورت اپنے شوہر کی بدچلنی پر صرف چپکے چپکے ہی آنسو بہا سکتی ہے اور دل ہی دل میں غم کھا سکتی ہے مگر اُسے ملامت نہیں کرسکتی۔ چنانچہ منکوحہ عورتوں کو اسقدر رنج و غم کھانا پڑتا ہے۔ کہ بعض لڑکیاں بہ نسبت اپنی آیندہ قسمت ایک ایسے شخص کی سپرد کرنے کے جسکی نسبت وہ کچھہ نہیں جانتیں **تارک** بن جانا یا خودکشی کرلینا اپنے حق میں بہتر سمجھتی ہیں۔

بیوہ عورتوں کا نکاح ثانی نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسلیئے امیر لوگ اپنی بیوہ لڑکیوں کی دوبارہ شادی نہیں کرتے۔ مگر غریب بیوہ عورتیں۔ روزی کی خاطر دوسرا شوہر کرلیتی ہیں۔ بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوہ عورتیں اپنے شوہروں کی وفات کے بعد خودکشی کرلیتی ہیں اور چینی

اس کام کو نہایت نیک سمجھتے ہیں۔ بیوہ کا
یہہ اعتقاد ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے کے بعد وہ
اپنے شوہر کے ساتھہ بہشت میں خوش وخرم
رہے گی اور لوگ بھی اسکی عزت افزائی کے
لئے اس کی یادگار بناتے ہیں۔ یہہ خودکشی عام
لوگوں کے روبرو ہوتی ہے +

بچے

چینی لوگ جب شادی کرتے ہیں تو اُن کی
بڑی خواہش یہہ ہوتی ہے کہ ان کے ہاں اولاد
ہو۔ اور یہہ برکت حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہہ
ہے کہ بچوں کی دیبی کے مندر سے ایک پُرانی
جوتی لاتے ہیں اور جب مراد پوری ہوجاتی ہے
تو ایک نئی جوتی مندر پر چڑھا آتے ہیں۔ چونکہ
عورتوں کو اس بات کے دریافت کرنے کا بڑا
تردد رہتا ہے کہ اس کے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی
اسلئے چین کی عورتیں علے الصباح شوہر کے
کپڑے پہن کر اور سر پر ٹوپی رکھہ کر اور نزدیک
کے کموئیں پر جاتی ہیں۔ اور بائیں طرف سے
شروع کرکے تین دفعہ اس کے گرد پھرتی ہے
بعد ازاں گھر چلی آتی ہے۔ اگر آتی دفعہ اُسے
کوئی نہ دیکھے تو سمجھتی ہے کہ اس کے گھر لڑکا
پیدا ہوگا۔

ہندوستانیوں کی طرح چینی بھی وہمی
ہوتے ہیں اور چڑیل بھوت کا اعتقاد رکھتے
ہیں۔ بچے کی کلائی پر ایک سرخ ڈوری اسلئے
باندھی جاتی ہے کہ اسکی تاثیر سے فرماں بردار
بیٹا بن جائے۔ جو لڑکا کسی کے کہنے سُننے میں نہیں
رہتا اسکی نسبت عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اسکے
والدین نے اسکی کلائی نہیں باندھی۔

بچے کے گلے میں ایک اور سرخ دھاگا ہوتا
ہے جس میں کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں بندھی
ہوتی ہیں تاکہ لڑکا بھوت اور بیماری سے بچا رہے
جب بچہ ایک ماہ کا ہوتا ہے تو اُسوقت بڑا انتظام
ہوتا ہے۔ اگر وہ لڑکا ہوتا ہے تو رشتہ دار
اور دوست تحفہ لاتے ہیں۔ بڑوں کی قبروں کے
سامنے رسمیں کی جاتی ہیں تب اسکا (دودھ کا)
نام رکھا جاتا ہے۔ بنگالی عورتیں اپنے بچوں
کے نام ننکوڑی وغیرہ رکھتی ہیں تاکہ
جم دیوتا انکی کچھہ پرواہ نہ کرے۔ چینی عورتیں
اپنی لڑکیوں کا نام۔ چھوٹا۔ بیوقوف۔ بدمعاش
پسو۔ کتا وغیرہ رکھتی ہیں تاکہ بھوت چڑیل انکو
دق نہ کریں۔ پہلے کپڑے جو بچے کو پہنائے جاتے ہیں
ستر سال کے بوڑھے مرد کے کرتے کے بنائے جاتے ہیں تاکہ بچے
کی عمر بڑی ہو۔ لڑکے کے پیدا ہونے پر جتنی خوشی ظاہر کی
جاتی ہے لڑکی کے پیدا ہونے پر اتنا ہی غم کیا جاتا ہے۔ باپ

کا اختیار بچوں پر مرتے دم تک رہتا ہے۔

پاتی ہیں۔ اگر کوئی بچہ مر جاتا ہے تو اُس کو ٹاٹ

بچہ فروشی

بچہ فروشی عام ہے اگرچہ لڑکوں کا بیچنا اتنا نہیں دیتا۔ بچہ کشی بھی قانون کے رو سے منع ہے لیکن اسپر بھی عمل نہیں ہوتا۔ لوگ لڑکیوں کو پانی میں غرق کر دیتے ہیں تاکہ پالنے کی تکلیف سے بچ جائیں۔ جیسے کہتے ہیں لڑکیوں کی پرورش سے کیا حاصل ہے جب وہ چھوٹی ہوتی ہیں تو خرچ کا موجب ہوتی ہیں اور جب جوان ہوتی ہیں تو شوہر کر لیتی ہیں۔ جنوبی مشرقی چین کے ایک بڑے شہر کے دروازہ کے باہر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسپر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں لڑکیاں نہ دبائی جائیں۔ بعض رحمدل لوگوں نے غریبخانہ بنا دئے ہیں جہاں لڑکیاں پرورش

میں لپیٹ کر ایک چھوٹے سے برج کی طرف لیجاتے ہیں جو شہر کے باہر بنا ہوتا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے دریچے ہوتے ہیں۔ اور دروازہ کوئی نہیں ہوتا جہاں پہنچکر اسکو اس میں ڈالدیتے ہیں۔ اور لاش ایک گڑھے میں جا پڑتی ہے۔ والدین سمجھتے ہیں کہ بچے پر روحوں نے قبضہ پا لیا تھا۔ اور اگر مر نہ جاتا تو خرابی ہوتی۔ جب بچے کھڑے ہو سکتے ہیں تو وہ ایک بانس کے کٹہرے میں کھیلنے کے واسطے رکھے جاتے ہیں۔

سردی کے دنوں میں انہیں ایک ٹوکرے میں رکھتے ہیں جو بھوسہ کا بنا ہوتا ہے۔ اور جو دونوں طرفوں سے کھلا ہوتا ہے۔ بچے ایک

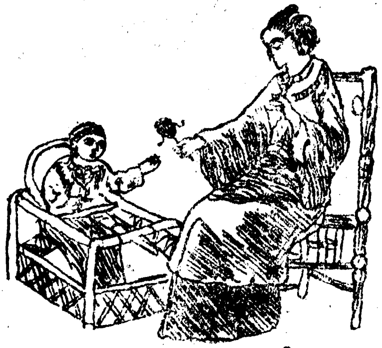

ماں بچہ کو کھلا رہی ہے

ایک گرم کوئلوں سے پر انگیٹھی ہوتی ہے جو اس کے پاؤں کو گرم رکھتی ہے۔ اور اُس کے کھلونے وغیرہ اُسے کھیلنے کے لئے دئے جاتے ہیں۔ لڑکے کی ہر ایک خواہش پوری کیجاتی ہے جبتک وہ دوڑنا سیکھ جائے تب اُسے بہت گلے ہوئے چاول دیتے ہیں اور جب بال ایک دو انچ لمبے ہوتے ہیں تو اُن کی چوٹی بناکر دھاگے سے باندھ دیتے۔ بعض اوقات دو چوٹیاں ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک سر کے ایکطرف ہوتی ہے کبھی کبھی ایک چوٹی ٹوپی میں سے نکلی ہوئی کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ چین کے شمال میں جاڑے کے دنوں میں بچوں کے کپڑوں میں اسقدر روئی بھری جاتی ہے کہ وہ تکیہ معلوم ہوتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں بچے ننگے رہتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کی طرح لوری بھی دی جاتی ہے۔ جب ماں گاتی ہے تو بچہ ننھے ننھے ہاتھوں سے تالی بجاتا ہے۔

لوری

اول تالی بجاؤ - دوم آؤ ہم کھیلیں سوم کمان چلاؤ۔ جب بچہ دروازے سے باہر جانا چاہتا ہے تو خدمتگار پیٹھ پر تسمہ سے کس کر لیجاتا ہے غریب عورتیں بچوں کو اسیطرح اُٹھائے ہوئے گھر کا کام کرتی ہیں چینی لڑکے گیند بلے یا گولیوں کے ساتھ نہیں کھیلتے لیکن اور بہت سے دیسی کھیلیں جانتے ہیں۔ اُن کھیلوں میں سے ایک یہہ کھیل ہے جو تصویر میں دکھائی گئی ہے۔ وہ بانس کی بانگیاں پھراتے ہیں جو پھرتے وقت گھوں

بچوں کا کھیل

گھوں کرتی ہیں۔ "بلی سے چھپنا" ایک کھیل ہے جس میں ایک لڑکا آنکھیں بند کرکے دوسروں کو چھوتا ہے۔ جھپنگے پکڑنا ایک اور کھیل ہے جس میں سب آنکھیں ڈھانپ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پکڑتے ہیں بعض سوراخوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ چرند و پرند کے بادشاہوں کی عجیب عجیب حکائتیں سناتے ہیں۔ پتلیاں بہت پسند کی جاتی ہیں۔ مداری بڑی سہولیت کے ساتھ تماشا کرتا ہے حقہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ پتلیاں چکر باندھ دیتی ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ پاؤں ہلاتی ہیں۔ انگلستان میں لڑکے تھوڑی دیر تک دیکھ کر چل دیتے ہیں لیکن چینی جوان کیا بلکہ بوڑھے بوڑھے گھنٹوں تک انکا ناز نخرا دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ تماشا بادشاہ کے محل میں بھی ہوتا ہے۔ لڑکوں سے لیکر بوڑھوں تک پتنگ اڑانا پسند کرتے ہیں +

پتنگیں چڑیوں یا تتلیوں کی شکل کی ہوتی ہیں اور ہوا کو چیرتی جاتی ہیں۔ بعض آدمیوں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ بعض جانوروں۔ اژدہاؤں۔ کن کھجوروں کی طرح بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی ایک ہلکے سے فانوس میں چراغ جلا کر اس کے ساتھ باندھ دیتے ہیں جو اندھیرے میں تارے کی طرح چمکتا ہے۔ اور بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ کبھی جو چڑیوں کی شکل کی پتنگیں چھوٹے چھوٹے دھاگوں سے باندھکر ڈور کے ساتھ گانٹھ دیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کا جھنڈ ایک جگہہ جھوم رہا ہے۔ ناویں مہینہ کی ناویں تاریخ کو پتنگ اڑانا شروع کرتے ہیں۔ اور اس دن کی رسم کی وجہ یہہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی کو کہا گیا کہ فلان روز تو اور تیرا کنبہ برباد ہو جائیگا۔ جب وہ وقت پہونچا وہ عورت بچوں سمیت ایک پہاڑ کو چلا گیا۔ جب رات کے وقت واپس آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ اسکے تمام مویشی مر گئے ہیں۔ یہہ دن ناویں مہینہ کی ناویں تاریخ تھی۔ اسلیئے اس دن چینی گھر نہیں رہتے اور دل بہلانے کی خاطر پتنگ بازی کرتے ہیں +

مدرسہ

جب بچہ پورے پانچ برس کا ہوتا ہے تو اسکو

مدرسہ میں بھیجتے ہیں جوتشی سے مہورت نکلوا کر لڑکے کو مدرسہ میں داخل کرتے ہیں - پیشانی کے بال مونڈ کر باقی گوندکر بودی بناتے ہیں سیاہ یا نیلی ریشم کی ٹوپی اور بڑی بھاری جوتی پہناتے ہیں جوتشی کہتا ہے کہ اسکا ستارہ بلند ہے اور وہ ماندری بنیگا لڑکا اُستاد کے واسطے نذرانہ لیجاتا ہے اور میز دو چھوٹی بتیاں اور کچھہ عود کی چھڑیاں اور کچھہ نوٹ جو کنفوسئس کی قبر پر جلائے جاتے ہیں جسکے سامنے لڑکا تین دفعہ ماتھا ٹیکتا ہے اور اُستاد کو بھی اسی طرح سلام کرتا ہے - مدرسہ کا کل اسباب چند چھوٹے چھوٹے میز اور اونچی چوکیاں ہوتی ہیں جو میزوں کے پیچھے رکھی ہوتی ہیں - ہر ایک میز پر بجائے قلم دوات کے ایک سل ہوتی ہے جسپر لڑکے سیاہی کی ٹکیاں پانی میں بھگو کر رگڑتے ہیں - قلم کی بجائے بالوں کا قلم استعمال کرتے ہیں - جسے سیدھا پکڑتے ہیں - ماسٹر کے آگے ایک میز ہوتی ہے جسپر صرف کتابیں اور کاغذ ہی نہیں بلکہ اُسکا حقہ بھی رکھا ہوتا ہے چینی زبان کی الف - ب نہیں ہے -

۲۱۴ جامد لفظ ہیں جن سے تمام دوسرے لفظ بنتے ہیں - پہلے پہل لفظ چیزوں کی شکلوں سے بنائے جاتے تھے - پہاڑیاں ▲▲▲ اس طرح لکھی جاتی تھیں - سورج ☀ دائرہ کی شکل میں لکھا جاتا تھا - چونکہ یہہ نشانات بہت کم تھے اسلئے اور طریقہ اختیار کیا گیا - تاکہ آسانی سے پڑھا جاوے - چینیوں کے لفظ اہل اسیریا کی طرح ہوتے ہیں - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کبھی ان کے نزدیک رہتے تھے - چینی لفظ سب ایک دفعہ بولے جا سکتے ہیں یعنے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن وہ جوڑے جا سکتے ہیں - جیسے کہ نیچے تصویر میں دکھایا گیا ہے -

انکی تذکیر و تانیث اور واحد جمع کچھہ نہیں ہوتی - ایک ہی لفظ سب کچھہ ہوتا ہے فقرہ میں آگے پیچھے ہونے سے ان کے معنے معلوم ہوتے ہیں - عبارت اردو کیطرح دائیں ہاتھہ سے شروع کرتے ہیں لیکن سرے سے لیکر تہ کیطرف لکھتے جاتے ہیں

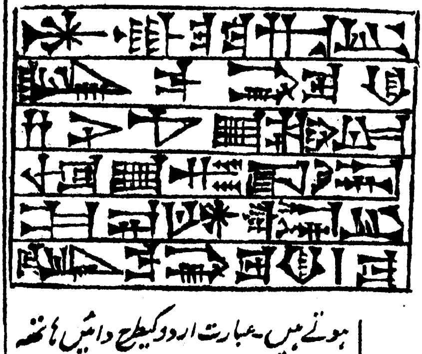

مثلاً	آدمیت	پست
	سے	ہمت
	ہے	یہہ
	بالا	نہ
	آدمی	چاہیے
	کا	پست قامت
	مرتبہ	ہو تو

چینی لفظوں کی سننے کی نسبت دیکھنے سے زیادہ آسانی سے سمجھہ آتی ہے - ایک ہی لفظ کے پچاس پچاس معنے ہوتے ہیں - جو مختلف الفاظ سے لکھنے کے سبب ظاہر ہوتے ہیں - جب کسی لفظ کے معنی پوچھو تو وہ جواب دیتا ہے - دکھاؤ لفظ کہاں ہے - جی لفظ کے اٹھارہ معنی ہیں - ایک ہی آواز کے جسکے تلفظ میں ذرا فرق نہو دس دس معنی ہوتے ہیں - اور ذرا سا فرق ہونے سے معنے بدل جاتے ہیں - کہتے ہیں کہ چینی زبان میں صرف ۵۰۰ آوازیں ہیں - لڑکا اکثر کرکے پہلے پہل چند موٹے موٹے لفظ شل - کتا - پانو - تیر وغیرہ کے سیکھتا ہے - ان چیزوں کی تصویریں بنا کر اوپر نام لکھہ دیتے ہیں - اس کے بعد تین تین لفظوں کی سطریں سکھائی جاتی ہیں - استاد پہلے چند سطریں پڑھتا ہے اور لڑکا جسم ہلاتا ہوا اُن کو دہراتا ہے - ہندوستان کی مسجدوں کے لڑکے بھی اسی طرح کرتے ہیں - تب وہ

اپنی جگہہ بیٹھہ کر سبق کو حفظ کرتا ہے - یہہ جاننے کے واسطے کہ لڑکے پڑھہ رہے ہیں اونچی یاد کرنا ضروری ہے - ہندوستان کے پرانے سکولوں میں بھی اونچا پڑھتے ہیں لڑکا استاد کی طرف پیٹھہ کرکے سبق سناتا ہے - تاکہ وہ کتاب پر نہ دیکھہ سکے اسلئے چینی زبانی پڑھنے کے واسطے کتاب کی طرف پیٹھہ کرنا استعمال کرتے ہیں - پہلا فقرہ جو لڑکا سیکھتا ہے وہ یہ ہے "قدرتی طور پر آدمی نیک ہے" - پھر اسکو جتلایا جاتا ہے کہ "اگر استاد پڑھانے میں سختی نہ کرے تو وہ سست ہے" افسوس لاٹھی گدھے کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ آدمی کی - استاد کے ہاتھہ کے نزدیک بانس کی چھڑی ظاہر کرتی ہے کہ وہ سست نہیں ہے - شروع میں نہ تو کچھہ استاد سمجھاتا ہے اور نہ لڑکا پوچھتا ہے وہ لفظوں کو زبانی کرتا جاتا ہے اور اُن کے معنی نہیں جانتا - دوسری دفعہ استاد کسی کسی لفظ کے معنی بتاتا ہے - ایک دو برس کے بعد ساری ساری جملوں کے معنی سکہاتا ہے - تیسرے درجہ میں جملہ بندی کروائی جاتی ہے - استاد کہتا ہے "سونا بھاری ہوتا ہے" - لڑکا کہتا ہے "پر ہلکے ہوتے ہیں" پھر رفتہ رفتہ مرکب جملے سیکھتا ہے - اسم صفت فعل وغیرہ کی ایک ہی ترتیب ہوتی ہے - بعد ازاں جملے بڑے کئے جاتے ہیں - مضمون لکھے جاتے ہیں خط لکھنا سکھایا جاتا ہے - اور چھوٹی چھوٹی

غزلیں لکھنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ تمام چین میں ایک ہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں پہلے تین لفظوں کی سطروں کی کتاب پر عام کتاب یعنی عبارت کی۔ تب چار حال کی اور پانچ پرانے زمانہ کی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ سب سے بڑے امتحان میں ان کتابوں کا مع ان کی شرحوں کے پورا علم ہونا ضروری ہے۔ اور یہہ بھی کہ ان کی لیاقت سے مضمون اور شعر بنا سکے۔ اس قسم کی تعلیم بغیر کسی تبدیلی کے سینکڑوں برسوں سے چلی آتی ہے۔ اسکا فایدہ آگے معلوم ہوگا طالبعلم کو محنتی بنانے کے واسطے بڑے بڑے آدمیوں اور بڑے بڑے داناؤں کی نظیریں دی جاتی ہیں۔ ایک مشہور طالبعلم اس خیال سے کہ رات کو نیند نہ آجائے چوٹی کو ایک رسی سے کڑی کے ساتھہ باندھ دیا کرتا تھا۔ ایک اور طالبعلم جگنوں جمع کرکے اُن کی روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک اور تھا جو چاند کی روشنی میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک لڑکا ایسا محنتی تھا کہ پیٹھہ پر بوجھہ اُٹھائے ہوئے بھی سبق یاد کیا کرتا تھا۔ ایک نے اپنی کتاب گائے کے سینگوں کے ساتھہ باندھ دی اور جب وہ اسے باہر لیجاتا تو سبق یاد کرتا رہتا۔ چینی زبان میں ۴۰۰۰ لفظ ہیں جن میں سے ۴۰۰ کثیر الاستعمال ہیں لیکن اندازاً یہہ کہہ سکتے ہیں کہ آدمی فیصدی دس اور عورتیں فی لاکھہ دس سمجھہ سوچ کر پڑھ سکتی ہیں۔

سرکاری ملازمت کے امتحان

سرکاری نوکری انکو ملتی ہے جو مذکورہ بالا کتابوں کا امتحان پاس کرتے ہیں جب طالبعلم اپنی آپ کو لایق سمجھتا ہے تو اول درجہ وظیفہ کا امیدوار بنجاتا ہے۔ قریب دو ہزار امیدوار ایک بڑے شہر میں جمع ہوتے ہیں جنکی عمر ۱۳ سال سے لے کر ۵۰ سال تک ہوتی ہے ہر ایک چھہ فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی پتھر کی کوٹھری میں بند کیا جاتا ہے وہاں وہ تمام دن رات میں ایک غزل اور ایک دو مقررشدہ مضمون لکھتا ہے تب وہ گھر چلا جاتا ہے۔ اور فکر کے ساتھہ نتیجہ کا منتظر رہتا ہے۔ فیصدی ایک لڑکا پاس ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ چنا جاتا ہے تب اسکو ایک خطاب ملتا ہے اور نچلے درجہ کے ماندریوں کی پوشاک پہن سکتا ہے۔ بعضوں کی عمر کامیابی کی امید ہی میں گذر جاتی ہے۔ تیسرے سال وظیفہ خوار دوسرے درجہ کا امتحان دینے کے لئے دار الخلافہ میں جاتے ہیں۔ قریباً ۱۰۰۰۰ امیدوار ہوتے ہیں۔ امتحان بہت سخت ہوتا ہے۔ اور نو دن تک ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بھی فیصدی ایک چنا جاتا ہے۔ کامیاب امیدوار کے گھر آنے

کے وقت نہایت عزت کے ساتھ خاطر کیجاتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد تیسرے درجہ کا امتحان

فوجی امیدواروں کے بھی اسی طرح کے امتحان ہوتے ہیں۔ لیکن زبان اسقدر مشکل نہیں ہوتی۔

چینی طالب علم

ہوتا ہے اور امیدوار پیکین میں جمع ہوتے ہیں یہہ تعداد میں قریباً ۶۰۰۰ ہزار ہوتے ہیں جن میں سے ۳۲۵ اعلے مرتبہ پر سرفراز ہوتے ہیں۔ جو یہاں کرتے ہیں۔ وہ عہدہ کے واسطے تیار سمجھے جاتے ہیں اور خالی جگہیں قرعہ اندازی سے تقسیم کیجاتی ہیں۔ اعلے عہدہ یہ ہے کہ شاہی یونیورسٹی کا ممبر بنجائے۔

طالب علموں کی عزت میں مقبرہ بنائے جاتے ہیں۔

ان کے امتحان میں تیراندازی اور ہتھیاروں کا استعمال ضروری ہے۔

پہلا امتحان جو ہر ایک ضلع کے میجسٹریٹ کے سامنے ہوتا ہے اسمیں لڑکا پاپیادہ تیراندازی کرتا ہے وہ جو کامیاب نکلتے ہیں پھر انکا امتحان گھوڑے پر چڑھا کر لیا جاتا ہے۔ ہر ایک امتحان میں تین تیر چلانے کی اجازت ہوتی ہے۔ تیسری امتحان میں ایک بڑی بھاری تلوار استعمال کیجاتی ہے۔ اور بڑی بوجھل اور سخت کمانیں کھینچی

جاتی ہیں۔ زور آور ایسے ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہیں جو افسروں کے واسطے ضروری ہے۔ حال کی لڑائیوں میں اس قسم کے ہتھیار استعمال نہیں کرتے اسلئے چینی انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔

محنت

چین میں زمینداری کی بہت قدر کیجاتی ہے۔ پیکنگ میں ہر سال کے بعد ایک ایسا دن ہوتا ہے جب بادشاہ ایک جڑاؤ ہل کو مقدس کھیت میں چلاتا ہے۔ وہ تین خط کھینچتا ہے بلکہ پانچ لہ بڑے بڑے وزیر تو ایک مٹی کی گائے جو بڑی قد و قامت کی ہوتی ہے اور کئی چھوٹی چھوٹی گائیں اسجگہ لیجاتے ہیں۔ جب ہل چلنا بند ہوجاتا ہے۔ تو بڑی گائے توڑ دی جاتی ہے اور لوگ اُس کے ٹکڑے لیجاکر کوٹتے ہیں اور اپنی زمین میں ڈالدیتے اور سمجھتے ہیں کہ فصل عمدہ ہوگی۔ زمین سب سرکاری ہے اور بہت سی زمین امیروں کے پاس ہے جو پیدائش کا دسواں حصہ سرکار میں دیتے ہیں۔ ہر ایک ضلع میں زراعتی کمیٹیاں ہیں جن میں بوڑھے آدمی فن زراعت کے عالم ممبر ہوتے ہیں۔ کسانوں کی خوب خبرداری کیجاتی ہے۔ اور جو سست ہوتا ہے اُس کو سزا دیجاتی ہے۔ چینیوں کے زراعتی ہتھیار ہندوستانیوں کے ہتھیاروں سے ملتے جلتے ہیں۔ ہل لکڑی کا بنا ہوتا ہے اور اُس کے آگے لوہے کا پھل چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسقدر ہلکا ہوتا ہے کہ کسان بآسانی کندھے پر لیجا سکتا ہے۔ چھوٹے کسان ہل کی جگہہ پھروا استعمال کرتے ہیں۔ ینگٹسی کے جنوب میں چاولوں کی زراعت بہت ہوتی ہے۔ پہلے پنیری بوتے ہیں اور پھر اُکھیڑ کر کھیت میں بو دیتے ہیں۔ اوسط لنکا لکر دس گنا زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ چینی ہندوستانیوں کی طرح کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ وہ کھاد کو بڑی حفاظت سے جمع کرکے استعمال کرتے ہیں۔ مویشی بھوسہ کھاتے ہیں اور آدمی دانے اسلئے وہ کھاد جو آدمیوں سے پیدا ہوتی ہے بہ نسبت جانوروں کے

قیمتی ہوتی ہے۔ہندوستان میں کسان گوبر جمع کر لیتے ہیں لیکن پیشاب کی پرواہ نہیں کرتے جو ہوا کو گندہ کر دیتا ہے۔لیکن چین میں سب کچھہ جمع کر لیتے ہیں۔ہزاروں لوگ پیشاب کو مٹی سے ملا کر ٹکیاں بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔اگر ہندوستانی بھی اسی طرح کریں تو آب وہوا خراب نہو اور غلاظت زیادہ پیدا نہو۔چینی پروں بالوں اور ٹھیکریوں تک جمع کر لیتے ہیں۔جب کھیت پک جاتا ہے تو درانتی کے ساتھ کاٹ لیتے ہیں۔دانہ کئی طرح سے علیحدہ کرتے ہیں۔کبھی خرمن کوب سے کبھی بیلوں کے چلانے سے۔چھوٹے کسان اڑا کر دانہ نکال لیتے ہیں۔انگلستان کی طرح کلیں بھی استعمال کیجاتی ہیں۔باجرا۔مکی۔گندم اور جو کی زراعت یانگسی کے شمال میں ہوتی ہے۔چینی جھیلوں میں اور دریاؤں کے کناروں پر شاہ بلوط بوتے ہیں۔

چاء

چین چاء کی پیدائش کے سبب مشہور ہے۔چاء کا پودا بیس فٹ تک اونچا بڑھ جاتا ہے لیکن باغوں میں بہت اونچا نہیں ہونے دیتے۔پودے گز گز کے فاصلہ پر کناروں میں بوئے جاتے ہیں اور تمام گھاس کو اکھاڑ پھینکتے ہیں۔پھول سفید اور نارنجی کی طرح ہوتا ہے۔سال میں تین دفعہ پتے اُتارے جاتے ہیں سب سے چھوٹے قیمتی سمجھے جاتے ہیں۔یہہ کام عورتیں اور بچے کرتے ہیں۔پہلے ان کو دھوپ میں خشک کرتے ہیں برتن میں بھونتے ہیں اور ہاتھوں سے پلٹتے ہیں تب وہ استعمال کے لایق ہوتے ہیں۔سیاہ سبز رنگ کا ہونا چاء کی بناوٹ پر منحصر ہے۔چینی زبان میں اسکو چاء بادی کہتے ہیں۔اسکا استعمال اور زبانوں میں بھی ہو گیا ہے۔مثلاً اردو میں اول ۱۶۱۵ء میں یہہ انگلنڈ میں پہونچی اور بہت مدت تک پچاس روپیہ سیر بکتی رہی۔آسام میں یہہ جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے۔۱۸۳۴ء میں چینیوں سے بیج لے کر سرکار انگریزی نے اسکی زراعت شروع کی۔اب ہمالہ کے دامن میں اور ہندوستان کے اور حصوں میں بہت باغات ہیں سیلون لنکا میں بھی بہت چاء ہوتی ہے۔ہندوستان میں اور لنکا میں بہت خبرداری کے ساتھہ چاء تیار کیجاتی ہے۔اسواسطے یورپ کے لوگ اسی کا استعمال کرتے ہیں۔اور چین سے چاء آنی بند ہوتی جاتی ہے۔چینی چاء بے پروائی اور ملاوٹ کے سبب خراب سمجھی جاتی ہے۔بعض چینی ثواب کی غرض سے چاء کے مٹکے بھر کر شاہراہوں پر

لیجاتے ہیں۔ اور وہاں مسافروں کو چار پلاتے ہیں۔

ریشم

چین میں ریشم بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور لکھوکھا لوگ اس کی بدولت روٹی کماتے ہیں۔ چین میں مشہور ہے کہ ایک شہنشاہ بیگم نے ریشم کاتا تھا۔ اسی وجہ سے اسکی پرستش ہر سال کے نویں مہینے کی جاتی ہے۔ اُس موقعہ پر زندہ شہنشاہ بیگم معہ اپنے خدام کے متوفی شہنشاہ بیگم کی قبر پر جاتی ہے اور اُسکی پرستش کرتی ہے۔ اور ٹھیک اسی طرح جسطرح کہ شہنشاہ زمین کے ایک ٹکڑے پر ہل چلاتا ہے۔ شہنشاہ بیگم بھی معہ اپنی خدام کے شہتوت کے پتے چنتی ہے۔ شاہی محل کے ریشمی کیڑوں کو کھلاتی ہے اور بعد ازاں ریشم لپیٹتی ہے۔

ریشمی کیڑا جو بھورے نیلے رنگ کا ہوتا ہے رائی کے دانہ کے برابر انڈے دیتا ہے۔ کچھ دیر بعد انڈا پھوٹ پڑتا ہے اور فی الفور ایک چھوٹا سا کیڑا اسمیں سے نکلتا ہے جو باہر نکلتے ہی شہتوت کے پتے کھانے شروع کر دیتا ہے یہہ کیڑا بہت جلد بڑا ہوتا جاتا ہے اور پیشتر پورے قد کا ہونے کے چار دفعہ چمڑا بدلتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو خوراک چھوڑ دیتا ہے اور اپنے لئے ایک قسم کا گھر بنانا شروع کرتا ہے وہ اپنے منہ سے ایک لمبا ریشمی دھاگا نکالتا ہے جسے وہ اردگرد لپیٹتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ ایک زرد ڈھکنے میں جسے کُکُوا کہتے ہیں چھپ جاتا ہے۔ اس ڈھکنے میں سے کیڑا ایک ماہ کے قریب نکلتا ہے۔ مگر اسطرح ریشم کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اسلئے کُکُوے کو گرمی دیکر کیڑے کو اندر ہی مار ڈالتے ہیں۔ بعد ازاں ریشم اُتار لیا جاتا ہے۔ اور اُسے صاف کر کے اور کات کر کپڑا بنتے ہیں۔

ابتدائی وقتوں میں ریشم یورپ میں اسقدر مہنگا تھا کہ ایک شہنشاہ نے اپنی بیگم کو ریشمی پوشاک بنا دینے سے صاف انکار کیا۔ عرصہ تک یوروپین لوگوں کو ریشم کی اصلیت معلوم نہ ہوئی۔ صدیوں تک وہ ریشم کی پوشاکیں پہنتے رہے مگر انہیں یہ معلوم نہ ہوا کہ ریشم کسطرح بنتا ہے۔ اور بہت سے عرصہ کے بعد انپر یہہ ظاہر ہوا کہ ریشم ایک کیڑے سے بنایا جاتا ہے۔ پہلے پہل مسیح سے ۵۲۰ برس پیشتر دو پادری چین سے ریشمی کیڑوں کے انڈے ایک گنے میں چھپا کر لائے تھے۔ اب اٹلی اور فرانس ریشمی کارخانوں کے لئے نہایت مشہور ہو رہے ہیں۔

ریشمی کیڑوں کی پرورش کرنے سے بکثرت لوگوں کو روٹی کمانے کا ذریعہ ہاتھ آتا ہے

بوڑھے مرد اور بچے جو سخت محنت برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتے وہ ریشمی کیڑوں کی پرورش کا کام کرتے ہیں۔ اگر ہندوستان میں بھی اس کام کی طرف زیادہ توجہ کیجائے تو یقیناً کروڑوں روپیہ کی آمدنی بڑھ جائے۔

جنگلی ریشمی کیڑے ہندوستان اور چین ہردو ممالک میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ مختلف درختوں کے پتوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ گو انکا ریشم پالو کیڑوں کے ریشم کی طرح عمدہ اور نفیس نہیں ہوتا۔ مگر مضبوط اور پائیدار ضرور ہوتا ہے۔

مٹی کے برتن

ملک چین مٹی کے برتنوں کے لئے نہایت مشہور ہے۔ جنہیں چینی کے برتن کہتے ہیں۔ یہ پیالے اور رکیبیاں شفاف ہوتی ہیں۔ اور کل چیزیں نہایت چمکدار اور عمدہ رنگی ہوئی ہوتی ہیں۔

یہہ برتن عموماً ایک قسم کی سفید مٹی کے بنتے ہیں جو ایک پہاڑی کالنگ نامی سے نکلتی ہے اور اسی نام سے موسوم کی گئی ہے۔ ایک سخت پتھر کوارٹز بھی اس کام میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اُسے پہلے باریک پیس لیتے ہیں پھر بھگو کر اسکے برتن بناتے ہیں۔ ان برتنوں کو بھٹی میں آگ دیکر سکھلاتے ہیں۔ پھر انپر رنگ چڑھاتے ہیں بعد ازاں بھٹی میں پکا لیتے ہیں۔

بعض بعض برتن نہایت خوبصورت اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔ خصوصاً پرانے برتن بڑی قیمت پر بکتے ہیں جسکی وجہ یہہ ہے کہ وہ زیادہ خوبصورت اور کمیاب ہوتے ہیں۔

کمھاروں کا بھی ایک دیوتا ہوتا ہے جو چینی سے بنایا جاتا ہے۔ اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ بڑا کاریگر کمھار تھا۔ اور اُسنے شہنشاہ کے لئے جب برتن بنانے شروع کئے تو اس خوف سے کہ شاید برتن شہنشاہ کے لائق تیار نہو سکیں مایوسی کے عالم میں اپنے آپ کو ایک بھٹی میں ڈالدیا اور جل گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اُس بھٹی میں سے نہایت عمدہ اور خوبصورت برتن نکلے۔ اور شہنشاہ ایسا خوش ہوا کہ اس نے کمھار کی پرستش شروع کرادی۔

ماہی گیری

ماہی گیری کی چین میں اسقدر کثرت ہے کہ قریباً دسواں حصہ آبادی کا مچھلی پر گذارہ کرتا ہے۔ چینی لوگ تالابوں میں مچھلیاں پالتے ہیں اور مختلف طریقوں سے انہیں پکڑتے ہیں۔ ایک عجیب طریقہ یہہ ہے کہ ایک چڑیا کارمورنٹ نامی سے مچھلیاں پکڑنے کا

کا کام لیا جاتا ہے - یہہ چڑیا قد میں بطخ کے برابر
ہوتی ہے چونچ کنڈی کی طرح مڑا ہوا ہوتا ہے - اسکا
جسم موٹا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس کے
پاؤں میں جالا ہوتا ہے - یہہ بڑا گوشت خور پرندہ ہے
ہر روز بکثرت مچھلیاں کہا جاتا ہے - جنہیں اگر وزن
کیا جائے تو اس کے اپنے وزن کے نصف کے قریب
ہونگے - غوطہ لگانے میں یہ بڑا چالاک ہے اور
جب کبھی شکار کے پیچھے پانی میں جاتا ہے خالی
کبھی واپس نہیں آتا -

چین کے دریا بڑے لمبے ہیں - اور ان میں
مچھلیاں بکثرت ہوتی ہیں - لوگ انہیں خوراک
کے لئے استعمال کرتے ہیں - ہزاروں کشتیاں
ہر روز مچھلیاں پکڑنے کے لئے لگائی جاتی ہیں -
ہر ایک کشتی میں بارہ بارہ پرند ہوتے ہیں - جب
ماہی گیر کسی جگہہ مچھلیاں بکثرت دیکھتا ہے اُسی
جگہہ لنگر ڈال دیتا ہے اور پرندوں کو شکار کے لئے
چھوڑ دیتا ہے -

جسوقت پرند کوئی مچھلی پکڑتا ہے تو ماہی گیر
جو اس تاک میں لگا رہتا ہے اُسے بلا لیتا ہے اور
پرند کشتی میں آکر مچھلی ڈال دیتا ہے اسی طرح شکار
شروع رہتا ہے - اور جب بہت سی مچھلیاں پکڑ
لی جاتی ہیں تو ماہی گیر گھر واپس آجاتا ہے -

مگر چونکہ یہہ پرند فطرتاً گوشت خور ہے - یہہ
سوال ہوسکتا ہے کہ جب وہ مچھلی پکڑتا ہے تو
بجائے کشتی میں ڈالنے کے خود کیوں نہیں
کہا جاتا ہے - اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک پرند
کی گردن میں ایک چھلا چڑھایا جاتا ہے جو اسکے
سانس کو تو نہیں روکتا - مگر مچھلی نگلنے سے
مانع ہوتا ہے -

بعض اوقات پرند سست ہوجاتا ہے - اور
بجائے شکار کھیلنے کے پانی پر کھیلتا رہتا ہے -
ایسی حالت میں ماہی گیر پرند کے قریب ایک
لمبے سرکنڈے سے پانی کو اس زور سے حرکت
دیتا ہے کہ پرند ڈر جاتا ہے اور کام ہشیاری
سے کرتا ہے -

گو سینکڑوں کشتیاں ایک ہی جگہہ میں
شکار کی غرض سے جمع ہوتی ہیں مگر پرندوں میں
اس قسم کی تیز فہمی کی طاقت ہے کہ وہ اپنی
کشتی میں ہی مچھلیاں ڈالتے ہیں جب کام
ختم ہوجاتا ہے تو ماہی گیر چھلا پرند کی گردن
سے اُتار لیتا ہے اور اُسے کہانے کیلئے کچھہ دیتا
ہے -

یہہ پرند عرصہ ہوا انگلنڈ میں بھی اس
کام کے لئے پالا جاتا تھا - اور پرندوں کا مہتمم
شاہی محلات کا ایک افسر تھا -

سفر

چین میں سفر جلدی نہیں ہوتا۔ بعض اطراف ملک میں تو سڑکیں ہی نہیں اور جہاں کہیں ہیں بھی۔ انکی مرمت نہیں ہوتی۔ شمال میں جہاں زمین ہموار کشادہ ہے مسافروں اور اسباب کے لئے چھکڑے استعمال کئے جاتے ہیں مگر یہہ چھکڑے چنداں آرام دہ نہیں ہوتے اور عموماً انہیں خچریں کھینچتی ہیں۔ چین کے گھوڑے چھوٹے قد کے ہوتے ہیں اور تعداد میں بھی نہایت کم ہیں۔

ایک پہیہ والے چھکڑوں کا چین میں بڑا رواج ہے۔ ان میں بڑا اسباب لیجایا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات ان چھکڑوں کو دو آدمی کھینچتے ہیں ایک آگے سے کھینچتا ہے اور ایک پیچھے سے دھکیلتا ہے۔ بعض چھکڑوں میں بادبان بھی لگایا جاتا ہے جس کی وجہ سے کھینچنے والے کو کم محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور اکثر اوقات خچر سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

لکڑی کے بنگلے چینی مزدور اُٹھاتے ہیں سفر کے لئے بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں۔ پالکی میں تو مسافر کو لیٹنا پڑتا ہے۔ مگر اس میں وہ کرسی پر بیٹھا رہتا ہے۔ امیر آدمیوں کے چوبی بنگلے نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور سفر میں ان سے بڑا آرام ملتا ہے۔

بعض بندروں میں نہایت ہلکی گاڑیاں جنہیں ایک ہی آدمی کھینچ سکتا ہے استعمال کی جاتی ہیں انہیں جنہرکشا کہتے ہیں۔ جو تین لفظوں جن (آدمی) رک (طاقت) اور شا (گاڑی) سے مرکب ہے۔ شہر شانگھی میں اس قسم کی تین ہزار گاڑیاں چلتی ہیں۔ پہلے پہل جاپان میں ایک امریکن شخص نے انہیں رواج دیا۔ پھر چین میں ہوا۔ اور ہندوستان میں بھی انکا رواج کسی قدر ہوتا جاتا ہے۔

ابتدا میں چینی لوگ سڑک ریل کے سخت مخالف تھے۔ صرف اس لحاظ سے کہ یہہ اجنبی ملک کی ایجاد ہے۔ مگر ۱۸۷۶ء میں ایک انگریزی کمپنی نے ایک بڑے بندر کے قریب چھوٹی سی ریلوی سڑک تیار کی۔ چینی گورنمنٹ کو جب معلوم ہوا کہ اس سڑک سے کمپنی کو فایدہ ہو رہا ہے۔ اور لوگ بڑے شوق سے ریلوی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں تو اس خوف سے کہ غیر ملک کے باشندے (کمپنی) ملک میں زیادہ اقتدار حاصل نہ کرلیں ریلوے سڑک ان سے خرید لی۔ اب چینی ریل کے بنائے جانے کی تائید میں ہیں اور ایک سڑک ہینیو کے دہانہ سے لیکر پیکن تیار ہو رہی ہے۔

چین میں کشتیوں کے ذریعہ بھی اکثر سفر کیا

کیا جاتا ہے۔ دریائے یانگسی تین ہزار میل لمبا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ سات سو میل تک بڑا جہاز اور پندرہ سو میل تک چھوٹا جہاز اس میں سفر کر سکتا ہے۔ علاوہ بڑے بڑے دریاؤں کے نہریں بھی بکثرت کھودی گئی ہیں۔ سب سے بڑی نہر جسے چینی لوگ "طوفانی پھاٹکوں کا دریا" کہتے ہیں۔ ۶۵۰ میل لمبی ہے۔ غرض دریاؤں اور نہروں کی وجہ سے کشتی میں اکثر سفر ہوتا ہے یہاں تک کہ پیکنگ سے لیکر جو شمال میں ہے کانٹن تک جو جنوب میں ہے کشتی کے ذریعہ ہی آمد و رفت ہوتی ہے۔

لکھوکھا لوگ کشتیوں میں عمر بسر کرتے ہیں وہی انکے گھر ہیں۔ چھوٹے بچوں کے کندھوں میں تو بنے بندھے رہتے ہیں۔ اگر وہ پانی میں گر پڑیں تو تو بنے انہیں پانی پر اُٹھائے رکھتے ہیں۔ اتنے میں انکے والدین آجاتے ہیں اور پانی سے انہیں نکال لیتے ہیں۔ وہ کشتیوں میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کشتیوں میں ہی جوان ہوتے ہیں۔ کشتیوں میں ہی شادی کرتے ہیں اور کشتیوں میں ہی مرجاتے ہیں۔

بعض کشتیاں اسقدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ انمیں ایک ہی شخص سوار ہو سکتا ہے۔ بعض بڑی ہوتی ہیں جن میں دو تین کمرے بھی بنے ہوتے ہیں اور ملاح ہوا کے رخ پر انہیں چلاتا ہے۔ اس میں سفر تو نہایت اچھا ہوتا ہے مگر وقت بڑا خرچ ہوتا ہے۔

سمندر میں چلنے والے جہاز جنہیں جنک کہتے ہیں دونوں طرف سے اونچے ہوتے ہیں۔ انمیں عموماً تین مستول ہوتے ہیں۔ اور بادبان بانس کی چٹائی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ کشتی کے منہ کی طرف دو بڑی بڑی آنکھیں رنگ سے بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ کیونکہ چینیوں کا یہ خیال ہے کہ "جسکی آنکھیں نہیں وہ دیکھ کسطرح سکتا ہے۔ اور جو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ رستہ کسطرح معلوم کر سکتا ہے"

چینی ساحلوں پر بحری لوٹیرے اکثر لوٹ مار کرتے تھے۔ بعض حالتوں میں لوٹیرے معمولی مسافروں کی طرح چپ چاپ جہازوں میں سوار ہو جاتے تھے۔ مگر جب تھوڑی دور جہاز جاتا دفعتہً ہتھیار اُٹھا لیتے۔ جہازیوں کو قتل کر دیتے اور جہاز پر قابض ہو جاتے۔ اب بھی اُن جہازوں میں جو امریکہ سے منگائے گئے ہیں۔ اور جو ہانگ کانگ اور کانٹن کے مابین چلتے ہیں مسافروں کو کمروں میں بند کر کے دروازے پر قفل لگا دیا جاتا ہے اور ایک مسلح سپاہی دروازے کی نگہبانی کرتا ہے۔

زبان۔ کتابیں

اور لٹریچر

زبان اور اس کے علوم کا مختصر ذکر مدرسے کی ذیل میں آچکا ہے - مگر کچھ اور حالات بھی بیان کیئے جاتے ہیں -

لکھنے کے حروف شمال سے لے کر جنوب تک ایک ہی ہیں مگر تلفظ مختلف ہے اور ایسا ہی حال ہے جیسے کہ انگریز فرانسیسی اور جرمن لوگ عدد کے معنے تو سب سمجھتے ہیں مگر ہر ایک قوم میں اسکا تلفظ مختصر ہے -

علمی چینی زبان ونلی کہلاتی ہے فصیح زبانیں بھی چند ایک ہیں - بعض میں تو چنداں اختلاف نہیں ہے اور بعض میں اتنا اختلاف ہے جیسے کہ بنگالی اور ہندی میں -

ماندری زبان فصیح زبانوں میں سے نہایت ضروری اور مفید ہے - یہ دریائے ینگسی کے شمالی ملک اور بعض جنوبی حصوں میں بولی جاتی ہے - تمام سرکاری ملازم اسے سمجھتے ہیں اور اور لوگ بھی ہر ایک جگہہ اس کا مفہوم پا لیتے ہیں -

کتابیں

چینی لوگ ان چیزوں کو جو لکھنے کے کام آتی ہیں کتب خانے کے چار بیش قیمت چیز میں کہتے ہیں - یعنے پنسل سیاہی - کاغذ اور دوات کا غذ اکثر بانس کا بنایا جاتا ہے جسکو کوٹکر نہایت باریک کرلیا جاتا ہے اور پھر اسمیں کھار ملائی جاتی ہے - یہ کاغذ صاف - پتلا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے - کاغذی درخت کے چھلکے سے بھی کاغذ بنایا جاتا ہے - اور روئی اور دیگر چیزیں بھی اس کام میں لائی جاتی ہیں -

کہتے ہیں چین میں چھاپے کا کام ۹۰۰ برس سے جاری ہے - وہ کاغذ اسطرح چھاپتے ہیں کہ پہلے پتلے کاغذ پر حروف لکھتے ہیں - اور ایک چوبی قالب پر لیوی سے اُسے لگا دیتے ہیں - پھر کاغذ کو انگلیاں بھگو کر ملتے ہیں جتنی اینکہ حرف صاف نظر آجاتے ہیں پھر خالی کاغذ کو کاٹ لیا جاتا اور صرف حروف ہی قالب میں رہجاتے ہیں - اس قالب پر سے کاغذ چھاپے جاتے ہیں - چونکہ کاغذ بہت پتلا ہوتا ہی اسلیئے ایک ہی طرف چھپتا ہے اور کتاب کا ہر ایک ورق دہوہرا ہوتا ہے - امریکہ کے پرنٹروں نے چینی زبان کا بھی ٹائپ بنایا ہے اور معمولی طور پر چھاپتے ہیں -

چینی ہر ایک تحریر کے متعلق بڑا وہم رکھتے ہیں اور اکثر اوقات دیواروں پر چھوٹے چھوٹے اشتہار ہی چسپاں کیئے جاتے ہیں - جن میں لوگوں کو مطبوعہ کاغذات کی تعظیم کرنے کی

ترغیب دیجاتی ہے اور مفصلہ ذیل ثواب اور عذاب کا ذکر ہوتا ہے۔

"جو شخص چھپے ہوئے کاغذ جمع کرتا ہے، دھوتا ہے اور جلاتا ہے۔ اس میں ۱۰۰ ہزار نیک اوصاف ہوتے ہیں اسکی عمر میں ۱۲ سال زاید کئے جاتے ہیں وہ معزز اور دولتمند ہوجائیگا۔ اور اُسکے بیٹے اور پوتے نیک اور فرمانبردار ہونگے۔

جو شخص ادبی تعظیم کاغذ پر مسایل لکھتا ہے اور لوگوں میں تقسیم کرتا ہے اس میں پانچسو نیک اوصاف ہوتے ہیں اسپر کبھی الزام نہیں آئیگا۔ اور اس کی اولاد بڑی نیک ہوگی۔

جو شخص میلے پانی میں لکھے ہوئے کاغذ کو ڈالتا ہے یا اُسے ناپاک جگہ میں جلاتا ہے اسمیں ۲۰ برائیاں ہوتی ہیں اور اُسکی آنکھیں ہمیشہ دکھتی رہینگی۔ اور وہ اندھا ہوجائیگا"

لوگ ثواب حاصل کرنیکی غرض سے آدمیوں کو ٹوکریاں دیکر باہر بھیجدیتے ہیں تاکہ وہ لکھے ہوئے کاغذوں کے پرزے چن لائیں بعض گلیوں میں ان پرزونکو جمع کرنے کے لئے ڈھیر بنے ہوئے ہوتے ہیں جب بہت سے جمع ہوجاتے ہیں تو انہیں مندروں کے آتشکدہ میں جلا دیتے ہیں اور راکھ جہاز والوں کو دیدیتے ہیں جو طوفان کے وقت لہروں کے ہلکا کرنے کے لئے اُسے پانی میں ڈالتے ہیں ان کاغذوں کے جلائے جانے میں جسقدر روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ علم کے دیوتا کا نذرانہ خیال کیا جاتا ہے۔

لٹریچر (علم ادب)

چین کی نوزباندانی(?) کی کتابوں میں سے نہایت قدیمی اور قابل تعظیم کتاب تغیرات ہے جسکی تعظیم وتکریم کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ وہ عام فہم نہیں۔ دو ہزار برس گذرے ہیں۔ کہ کنفوسیس نے اسکے معنے حل کرنیکی کوشش کی مگر ناکام رہا حال میں یہ دریافت ہوا ہے کہ جس زبان میں وہ کتاب لکھی ہوئی ہے وہ زبان بھی معدوم ہوگئی ہے۔ جو عرصہ گذرا ہے کہ بابل میں بولی جاتی تھی۔ اس کتاب میں لغت بھری ہوئی ہے اور غالباً جب چینی لوگ اصلی وطن سے چین میں آکر آباد ہوئے تو یہ کتاب بھی ہمراہ لائے تھے

دوسرے درجہ پر "کتاب اوڈیز" (   ) ہے۔ اسمیں عام گیتوں کا انتخاب ہے۔ جس میں زیادہ تر یہ لکھا گیا ہے۔ کہ رعایا اپنے حکام کی نسبت کیا خیال رکھتی ہے

مچھلی پکڑنے والی کشتی
متعلقہ صفحہ ۲۵

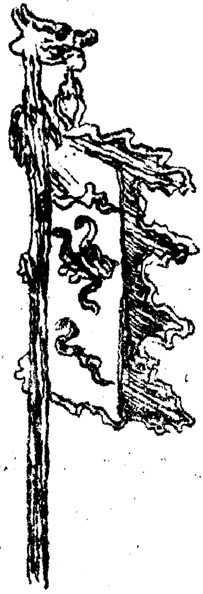

چینی جھنڈا - متعلقہ صفحہ ۳۲

متعلقہ صفحہ ۲۶

تیسرے درجہ پر کتاب تاریخ ہے۔ اور کہتے ہیں
کہ یہہ کتاب کنفیوسشس کی تصانیف میں سے ہے
زیادہ تر اسمیں بادشاہوں اور وزرا کی باہم گفتگو
ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر وزیر شہنشاہ سے
مخاطب ہوکر کہتا ہے "نیکی عمدہ گورنمنٹ کی بنیاد
ہے۔ غلطیوں سے شرمندہ نہیں ہونا چاہیے"۔

چوتھے درجہ پر (بہار اور خزاں کے تذکرے)
ہیں جو کنفیوسشس نے لکھی ہے۔ ناظرین اس کتاب
کو پڑھکر سخت مایوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس
میں واقعات کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان
کیا گیا ہے۔

پانچویں درجہ پر "کتاب رسوم" ہے۔ جو قبل مسیح سے
بارھویں صدی میں ڈیوک آف چو کے نام سے
منسوب کی گئی ہے اسمیں اقوام کی رسوم اور
رواج کا ذکر ہے۔ اور زمانہ حال تک پیکن میں
"کمیٹی رسومات" مقرر ہے جسکا فرض یہی ہے کہ
کل سلطنت میں کتاب کے بموجب رسومات کا
عملدرآمد جاری رکھے۔

یہہ کتابیں کنفیوسشس کی تاثیر کی وجہ سے
چینیوں میں بطور بنیاد ہمہ علم وہمہ اخلاق قبول
کی گئیں۔ مگر بعد ازاں انمیں چار کتابیں اور
بھی شامل کی گئیں۔ جو کنفیوسشس کے مریدوں
نے لکھی تھیں۔

چینی اور ہندی لٹریچر کا مقابلہ

چینی اور ہندی لٹریچر میں بڑا بھاری اختلاف
یہہ ہے کہ چینی زبان کے الفاظ زیادہ تر
ایک ہی سیلیبل (جو ایک دفعہ منہ سے نکلے)
کے ہوتے ہیں۔ اور انمیں تبدیلی نہیں ہوتی۔
جبکہ سنسکرت کے الفاظ بہت لمبے ہوتے
ہیں۔ اور انمیں بہت سا تغیر بھی واقع
ہوتا ہے۔

ہندو لوگ خیال اور وہم میں زیادہ
مبتلا ہوتے ہیں اور اصلیت (اور حقیقت کو
نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر چینی
لوگ عملیات کے زیادہ مشتاق ہوتے ہیں۔
چینی زبان میں رامائن اور مہابھارت نہیں
ہے۔ مگر اسمیں چھوٹے چھوٹے تاریخی تذکرے
ہیں جو ہندوؤں کے پاس بالکل نہیں ہیں۔

چینیوں کا علم ادب چار حصوں زباندانی
فلسفہ۔ تاریخ۔ اور نظم میں منقسم ہے۔ انکی
بڑی مشہور و معروف کتاب انسائیکلوپیڈیا
ہے جس میں ۵۰۲۰ جلدیں ہیں اور وہ قدیم
اور موجودہ لٹریچر کا ایک کامل مجموعہ ہے۔
شہنشاہ کانگھی (۱۶۱۲ - ۱۷۲۳) کے حکم سے
یہہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ جو موجودہ مانچو خاندان
کا دوسرا شہنشاہ تھا کہتے ہیں۔ کہ اسکی

سو جلدیں چھاپی گئی تھیں جن میں سے ایک لندن کے عجایب خانہ میں ہے چینی لوگ نظم کے بڑے مشتاق ہیں اور انکی نظم نہایت سادہ ہوتی ہے ایک لحاظ سے چینی لٹریچر ہندی لٹریچر سے افضل تر ہے اور وہ یہ کہ اس میں گندی داستانیں نہیں ہیں اور اخلاق پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے۔

اب تک چین میں صرف ایک اخبار بنام پیکن گزٹ روزانہ شایع ہوتا تھا۔ جسکا حجم بہت چھوٹا ہے اور صرف سرکاری اشتہارات ہی اسمیں درج ہوتے ہیں مگر اب جہاں انگریز سوداگر ہیں اخبارات بھی جاری ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

حکومت

شہنشاہ

چینی گورنمنٹ مطلق العنان ہی۔ شہنشاہ اپنی رعایا کا باپ سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ایک خاندان میں باپکے حکم کی تعمیل ضروری ہے ٹھیک ویسے ہی بادشاہ کا حکم رعایا کو ماننا پڑتا ہی شہنشاہ کو اکثر آسمان کا بیٹا کہا جاتا ہے کیونکہ اسکا باپ آسمان اور ماں زمین قرار دیجاتی ہے۔ لوگ جب شہنشاہ کو مخاطب کرتے ہیں تو اسکو "صاحب دہ ہزار سال" کے خطاب سے پکارتے ہیں اور شہنشاہ عموماً اپنے لئے "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہی یا مرد واحد کا۔ اسے دیکھنا ایسا ہی سمجھا جاتا ہی جیسے کہ ایک "اژدہا" کو دیکھنا۔ اسکے تخت کو بھی "اژدہا کا تخت" کہا جاتا ہے جو "اژدہا" ایک خیالی وجود ہے اور چین کے جھنڈے کا نشان ہے۔ (تصویر دیکھو صفحہ ۲)

چینی لوگوں کے خیال کے بموجب اس اژدہا کا سر اونٹ کا۔ سینگ ہرن کے۔ آنکھیں خرگوش کی۔ کان گائے کے۔ اور گردن سانپ کی ہوتی ہی۔ اسکے منہ سے دم لینے کے وقت کبھی پانی نکلتا ہے اور کبھی آگ نکلتی ہے۔ اور اسکی آواز تانبے کے طاسوں کی جھنکار کے مشابہ ہوتی ہے۔

پیکن

چین کے دار الخلافہ کا نام پیکن ہے۔ اسکے معنے شمالی دار الخلافہ کے ہیں گو یہ بڑا پرانا شہر ہے مگر ۱۲۶۴ء میں جب چین کو مونگل لوگوں نے فتح کیا اسے دار الخلافہ بنایا گیا۔ یہ شہر دریائے پیہو سے بارہ میل اور سمندر سے ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس شہر کے دو حصے ہیں۔ ایک شمالی جسے تاتاری شہر کہتے ہیں۔ اور دوسرا جنوبی جسے چینی شہر کہتے ہیں۔ فصیلوں کا گرداگرد تقریباً بیس میل ہے۔ دیواریں مٹی اور اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں۔ تاتاری شہر کی فصیلیں پچاس فٹ اونچی اور چالیس چوڑی ہیں۔ مگر چینی شہر کی تین فٹ اونچی اور بیس فٹ چوڑی ہیں۔ ساٹھ ساٹھ گز کے فاصلہ پر مربع برج بنے ہوئے ہیں اور ۱۶ پھاٹکوں میں ہر ایک پر گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے۔

تاتاری شہر کے وسط میں ایک احاطہ ہے جسکا محیط دو میل کے قریب ہے۔ اس میں شاہی محلات۔ مندر اور تفریح و تفنن کی جگہیں بنی ہوئی ہیں۔ شاہی محل کو بعض وقت "سنہری محل" اور "آسمانی دربار" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کونسل کا کمرہ بھی آسمانی محل میں ہے۔ اور شہنشاہ بیگم زمینی آرام کے محل میں رہتی ہے۔ ایک بڑا ہال صرف اسلئے مخصوص ہے کہ وہاں کنفوسشس اور دیگر بزرگوں کی نذریں چڑھائی جائیں۔ باغوں میں بارہ دریاں فوارے۔ نہریں جھیلیں اور مصنوعی پہاڑ بھی بنے ہوئے ہیں۔

عام دفاتر اور سیر و سیاحت کے سفیروں کے رہائشی مکانات "ممنوعہ شہر" سے باہر ہیں۔

پیکن کی بڑی بڑی گلیاں وسیع ہیں مگر ان پر فرش نہیں۔ گرمی کے موسم میں وہاں خاک اڑتی ہے اور برسات میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ اور عموماً گندگی کی بو آتی ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض گلیاں بلحاظ نام اسم بامسمے ہیں۔ مثلاً "کوچہ دندان سگ" "کوچہ دم سگ" وغیرہ وغیرہ۔

جنوبی شہر میں بکثرت آبادی تاجر لوگوں کی ہے۔ اور وہاں تماشاگاہ اور مذبحے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں قربانیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ ہر دو شہروں میں باغ بکثرت ہیں۔ آبادی کا اندازہ مبالغہ سے لگایا گیا ہے۔ مگر غالباً پانچ لاکھ سے کم نہیں ہے۔

سرکاری افسر

شہنشاہ نے گورنمنٹ کے کام میں امداد کے لئے ایک کونسل بنائی ہوئی ہے جس میں پانچ ممبر ہوتے ہیں اور جو چار اور چھ بجے صبح کے درمیان شہنشاہ کے روبرو سلطنت کا کام انجام دیتے ہیں۔ علاوہ اس کونسل کے شہنشاہ کے پاس ایک سیکرٹری بھی ہے۔ ایک فارن آفس بھی ہے۔ اور چھ بورڈ ہیں (کمیٹی درباریوں کی) بورڈ آف سول آفس (کمیٹی آمد سرکار) بورڈ آف ریونیو۔

۳ (کمیٹی رسومات) بورڈ آف سیریمونیز۔
۴۔ (کمیٹی جنگ) بورڈ آف وار۔
۵ (کمیٹی سزادہی) بورڈ آف پنشمنٹ۔
۶ (کمیٹی تعمیرات) بورڈ آف ورکس۔

چین کے اٹھارہ صوبے ہیں۔ ان میں پندرہ تو آٹھ نیابتوں کے ماتحت ہیں اور باقی تین میں گورنر رہتے ہیں۔ ہر ایک صوبہ دراصل آزاد اور خود مختار ہے۔ جب تک کہ قوانین پر انکا پورا عملدرآمد رہے۔ ہر ایک وایسرائے کے ماتحت گورنر ہوتے ہیں۔ اور گورنر کے ماتحت پریفکٹ اور سب پریفکٹ ہوتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر چھوٹے چھوٹے عہدہ دار ہوتے ہیں۔ ہر ایک وایسرائے اپنے طور پر فوج وغیرہ کا انتظام کرتا ہے اور اپنی مرضی پر انہیں شاہی آمدنی سے تنخواہ دیتا ہے۔
تمام تقررات تین سال تک ہوتے ہیں۔ کوئی ماندری اپنے وطن میں عہدہ نہیں پاسکتا اور نہ کوئی اسکا رشتہ دار اسکے ماتحت ملازم ہوسکتا ہے۔ چین میں تنخواہیں بہت کم دیجاتی ہیں اور افسر عموماً ماتحتوں کا گلا کاٹتے ہیں چنانچہ کانٹن میں محصول کے سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ مگر اس کی سرکاری رہایش کا خرچ چھبیس ہزار روپیہ ماہوار تھا اور پھر بھی جب اُس نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا تو اسکے پاس دس لاکھ روپیہ کا سرمایہ تھا۔

تصویر دیکھو صفحہ ۳۵

علاوہ رشوت لینے کے چینی افسر عموماً اپنے ماتحتوں سے بہت روپیہ لیتے ہیں۔ اور لالچی ماندری جتنے الامکان اپنی میعاد حکومت میں روپیہ جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہہ تقرر عموماً رشوتیں دیکر حاصل ہوتے ہیں۔

سزائیں

چین کی سزائیں بڑی سنگین ہیں۔ چینی قانون کے بموجب کوئی مجرم سزا نہیں پاتا جب تک کہ وہ اقبال جرم نکرے۔ اسلئے اقبال کرانے کے لئے بڑی ایذا دیجاتی ہے۔ یہانتک کہ گواہوں کو بھی جو شہادت دینے سے انکار کریں ایذا پہونچائی جاتی ہے۔ اور یہہ ایذائیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ملزم کو بید سے پیٹا جاتا ہے۔ یا چمڑے کے تسمے سے اسکے کانوں پر جڑے جاتے ہیں۔ اور یا اس کے ٹخنوں پر چھڑیاں توڑی جاتی ہیں۔ یہ تو ہلکی سی ایذائیں ہیں۔ سنگین مجرموں کو اس سے بھی سخت ایذائیں دیجاتی ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات ان ایذاؤں کی برداشت نہ کرنے کی وجہ سے وہ جلد مرجاتے ہیں اور اسطرح ہمیشہ کے لئے رہائی

پا جاتے ہیں۔

متعلقہ صفحہ ۳۴

اور چینی سٹیٹسمین

پرنس کنگ

خفیف جرائم کے لئے صرف یہہ سزا دیجاتی ہے کہ مجرم کے گلے میں ایک چوبی چوکھٹہ ڈالدیا جاتا ہے۔ جسپر اسکے جرم کا نام کندہ ہوتا ہے مگر کبیرہ جرائم کے لئے عموماً اس جگہہ جہاں جرم سرزد ہوتا ہے مجرم کا چمڑا بدن سے اُتارا جاتا ہے۔ اور ایک نقیب مجرم کے جرم کو بلند آواز سے مشتہر کرتا ہے۔ چوبی قفس میں قید کرنا بھی ایک سنگین سزا سمجھی جاتی ہے اور عموماً تو سر تن سے جدا کرنے کی سزا دیجاتی ہے ایک انگریز نے ۳۰۔ آدمیوں کے سر تن سے جدا ہوتے دیکھے جنکا یہہ جرم تھا کہ انہوں نے ڈاکہ مارا تھا۔ ان کے قتل کے لئے دو جلاد تھے۔ مجرم دو صفوں میں آگے پیچھے کر کے بٹھائے گئے اور دو صفوں کے درمیان دونوں جلاد ایک اگلے سرے اور ایک پچھلے سرے پر کھڑا تھا اور دائیں بائیں تلوار چلا کر انہوں نے قریباً دو منٹ میں سب کے سر کاٹ کر الگ رکھدئے انکا ایک وار بھی خالی نہ گیا۔

چینی لوگ قتل کی سزا سے بہت ڈرتے ہیں کیونکہ انکا اعتقاد ہے کہ جس شخص کا سر تن سے اس جہان میں الگ کیا جاتا ہے وہ اگلے جہان میں بھی بے سر اُٹھتا ہے اسلئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ سر کو بھی تن کے ساتھ ہی دفن کر دیں اور بعض بڑے رتبہ والے مجرموں کے ساتھ یہہ رعایت بھی کیجاتی ہے کہ انکا سر تن سے بالکل جدا نہیں کیا جاتا پدر کشی۔ مادر کشی اور دیگر خونوں کے لئے معمولی حکم بتدریج اور اندازہ موت کا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور وہ اسطرح دیجاتی ہے کہ مجرم کو صلیب کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے اور ایک سے لیکر ۱۲۰ تک چھید اسکے جسم میں کئے جاتے

ہیں بعد ازاں اسکا دل چھید دیا جاتا ہے اور آخر کار جب مجرم مرجاتا ہے تو اسکے بند بند جدا کئے جاتے ہیں ۱۸۸۱ء میں دس سزائیں اس قسم کی دیگئیں جو پیکن گزٹ میں مشتہر کی گئیں۔

مجرموں کو زیادہ تکلیف اسوجہ سے ہوتی ہے کہ قیدخانے نہایت گندے اور ناپاک ہوتے ہیں اور علاوہ داروغوں کی سختی کے مجرموں کو غذا بھی نہایت بُری دیجاتی ہے اور اسپر ستم یہ کہ مچھر مجرموں کو زیادہ ستاتا ہے۔ زمین اگر چند انچ کھودی جائے تو اس میں سے بکثرت مچھر نکلتے ہیں اور ہر ایک قیدی انسے نہایت خوف کہاتا ہے۔ چینی جیلخانوں میں جن قیدیوں کو داخل کیا جاتا ہے اسکے جسم پر بوجہ ابتدائی کارروائی کی مارپیٹ کے ضرور ہی زخم ہوتے ہیں اور مچھر بھی ان زخموں کی طرف دوڑتے ہیں۔ قیدی بیچارے چونکہ زنجیروں میں جکڑے ہوتے ہیں انہیں ہٹا نہیں سکتے۔ گو وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر ایک دفعہ مچھر ان کے زخم تک پہونچ گیا۔ تو ان کی ہلاکت میں کوئی شبہ نہیں رہیگا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جیلخانہ کا قیدی بمشکل جانبر ہوسکتا ہے۔

چین کے مذاہب

چینی لوگوں کے تین مذہب ہیں ایک کنفوسشس کا مذہب۔ دوسرا تاؤ مذہب۔ تیسرا بدھ مذہب۔ اول الذکر کا نام بعض وقت مذہب علماء بھی رکھا جاتا ہے۔ مگر چینی لوگ اکثر کرکے تاؤ مذہب کے قطبی ستارے کی دیبی کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ اور بدھ مذہب کی رحم کی دیبی کے روبرو تولید فرزند کے لئے دوزانو بیٹھکر دعا مانگتے ہیں۔ یہہ تینوں مذہب ایسے ملے ہوئے ہیں کہ چینیوں میں اسبات کی تمیز نہیں کیجا سکتی کہ وہ خاصکر

کس مذہب کے زیادہ معتقد ہیں - بزرگوں کی پرستش کا یہاں عام رواج ہے -

شانگھی وہ خدا ہے جسکا علاقہ چینی قوم کی ابتدائی روایات کے ساتھ ہے - ایک چینی کتاب میں اُسے اسطرح مخاطب کیا گیا ہے :-

"تونے ہی آسمان بنایا - تونے ہی زمین بنائی - تونے ہی انسان کو پیدا کیا - اور تمام اشیا تیرے ہی پیدا کی ہوئی ہیں جنہیں تونے پھر پیدا ہونے کی طاقت بخشی ہے"

کہتے ہیں کہ شہنشاہ ہوانگی (۲۶۹۷ پیشتر مسیح) نے اسکی پوجا کے لئے ایک مندر تعمیر کرایا اور بعد ازاں جتنے شہنشاہ گذرے ہیں سب اسکی مندر میں پوجا کرتے رہے ہیں -

پیکن کے چینی حصہ میں ایک میل مربع کا ایک احاطہ ہے جہاں آسمانی مندر بنا ہوا ہے - وہاں مبارک سال کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں - یہاں چینیوں کے بڑے خدا کی پوجا نہایت پاک رسوم کے ساتھ ہوتی ہے - شہنشاہ بطور نایب سلطنت کے اکیلا اس پاک مندر میں پوجا کرنے جاتا ہے - جہاں کسی قسم کا بت نہیں ہے - سال میں تین دفعہ شہنشاہ وہاں جاتا ہے - نیز دیگر خاص موقعوں پر بھی جاتا ہے - قربانی کے دن پہلے شام کو وہ ہاتھی کی گاڑی میں سوار ہوکر معہ اپنے وزرا کے روزے کے محل میں جاتے ہی رات بھر وہاں خیالات میں غرق رہتا ہے - علے الصباح وہ مذبح کی سیڑھیاں چڑھتا ہے اور ۲۷ قدموں میں اوپر جا پہنچتا ہے یہاں وہ شانگھی کے مندر کے آگے سر جھکا کر سجدہ کرتا ہے اور قربانی چڑھا کر وہ دعا مانگتا ہے جس میں وہ اپنے آپ نہایت عاجز ظاہر کرتا ہے اور خدا سے سلطنت کی بہتری کا خواہاں ہوتا ہے -

شانگھی کی پوجا صرف شہنشاہ تک ہی محدود ہے - دیگر باشندوں کا حق نہیں کہ آسمانی مذبح تک جاسکیں - انکا فرض یہی ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کریں بھائیوں کو پیار کریں حکام کی اطاعت کریں - اور اسی علم میں خوش رہیں جو انہیں حاصل ہوچکا ہے - اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن اور سلوک سے رہیں اور ٹیکس ادا کرتے رہیں -

کنفوسئس مذہب

استاد کنگ مسیح سے ۵۵۱ سال پیشتر پیدا ہوا بعد ازاں اسکا نام کنفوسشس مشہور ہوا - مختلف متقدم بزرگوں نے اسکی پیدائش کی پیش گوئی کی تھی - وہ ابھی تین سال کا

بچہ تھا کہ باپ اسکے سر سے گذر گیا۔ مگر اسکی

اُستاد کنفیوشس

ماں نے اسکی پرورش نہایت احتیاط کے ساتھ کی۔ ابتدا سے ہی اسے تعلیم کا شوق پیدا ہوا اور اپنے ملک کے قوانین کی تعظیم و تکریم اس کے دل میں سما گئی۔ ۱۹ سال کی عمر میں کنفیوشس نے شادی کی مگر چار دفعہ اس نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا صرف اس غرض کے لئے کہ اُسے علمی مطالعہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے لئے فرصت ملے۔ شروع میں اُسے چراگاہوں اور گلہ کا انسپکٹر جنرل مقرر کیا گیا مگر جب وہ ۲۳ سال کا ہوا تو اسکی ماں مر گئی اور چین کی قدیمی رسم کے بموجب اس نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا اور اپنی ماں کی تدفین

کی رسوم بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادا کیں اور پورے تین سال تک اپنی ماں کے ماتم میں گھر کے اندر بیٹھا رہا اور اپنا سارا وقت فلسفہ کے مطالعہ میں خرچ کرتا رہا۔ کنفیوشس اس بات کی اشد ضرورت سمجھتا تھا کہ اپنے مُردہ بزرگوں کی تعظیم و تکریم خواہ ان کی قبروں پر اور خواہ مکان کس حصہ میں جو اس مطلب کے لئے مخصوص کیا ہو کیجائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چین کے ہر ایک مکان میں ایک کمرہ بزرگوں کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس میں بزرگوں کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور سالانہ کی رسم ادا کیجاتی ہے۔

کنفیوشس نے بعد ازاں ہموطنوں کو اخلاق کے اصولوں پر تعلیم دینی شروع کی۔ اس نے شانگی کی ہستی سے انکار تو نہیں کیا۔ مگر اسکی طرف لوگوں کو توجہ بھی نہیں دلائی اس کا تعلق انسان کے ساتھ بطور سوسائٹی کے ایک ممبر کے تھا اور اسکی تعلیم کا منشا صرف یہی تھا کہ انسان پاکیزگی اور پرہیزگاری کے اُن اصولوں کو اختیار کرے جنمیں اس کی اپنی خوشی اور اسکی سوسائٹی کی خوشی مقصود ہو۔ اس نے یہ قرار دیا کہ انسان نیک بنایا گیا ہے اور اُسے اوصاف حمیدہ عطا کئے گئے ہیں جنہیں اگر وہ جائز طور پر استعمال میں لائے۔

تو اُسے خدا کی ایسی عقل اور دانائی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ آسمان کے برابر ہو جاتا ہے چنانچہ اسکے اصول یہ تھے :-

"اول ہر ایک انسان کو مقدس اصولوں کے بموجب اپنے خاندان پر حکومت کرنی چاہیئے - اور آخر میں اُسی شہنشاہ کے ساتھ جو رعایا کا باپ ہے ایسی پسرانہ اطاعت ظاہر کرنی چاہیئے جو ایک بیٹے کے سزاوار ہے اور جسکی وہ اپنی اولاد سے خواہش رکھتا ہے - اور شہنشاہ کی تعظیم و تکریم ایسی کرنی چاہیئے جیسی کہ وہ اپنے بزرگوں کی کرتا ہے - کیونکہ یہی اصول خاص چین - سوشل امن اور عوام الناس کی سلامتی کا موجب ہیں"

جب کنفیوسئس کی میعاد ماتم گذر گئی تو وہ مختلف ریاستوں میں گیا جہاں وہ بطور ایک مصلح کے کام کرتا رہا - اور ایک ریاست کی حالت جہاں کا وہ گورنر مقرر کیا گیا اسقدر سدھر گئی کہ ایک ہمسایہ پرنس کو اسپر رشک آیا اور اُس نے شہنشاہ کے پاس چند خوبصورت عورتیں اور گھوڑے بطور تحفہ بھیجکر درخواست کی کہ کنفیوسئس کو گورنری سے علیحدہ کیا جاوے - یہہ تدبیر کارگر ہوگئی اور کنفیوسئس نہایت افسوس کے ساتھ وہاں سے چلا گیا - پھر تیرہ سال تک وہ شہر بہ شہر گھومتا رہا اور لوگوں کو نصیحت کرتا رہا - مگر کسی نے اسکی بات نہ سنی بلکہ بعض جگہوں میں اُسے ایذائیں بھی دی گئیں اور ایک موقعہ پر اُسے قید کر دیا گیا - جب کنفیوسئس مایوس ہوگیا تو اُس نے وعظ کرنا چھوڑ دیا اور اپنے وطن میں آکر نہایت افلاس کے ساتھ تصانیف میں وقت صرف کرنے لگا اور مرتے دم تک باہر نہ گیا - آخر ۴۷۹ سال پیشتر مسیح کے ستر سال کی عمر میں اسنے وفات پائی اُسے مرے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اسکی تعظیم و تکریم لوگوں میں پھیلنے لگی اور لوگوں نے بڑے عجیب عجیب القاب اسکے نام کے ساتھ منسوب کیئے - اور اُسکی اولاد جو ابتک چین میں موجود ہے معزز سمجھی جاتی ہے حالانکہ کنفیوسئس کی وفات کو ستر پشتوں سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے - کنفیوسئس کی قبر پر چار طرف سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں اور ہر ایک شہر میں اسکے نام سے ایک ایک مندر قائم کیا گیا ہے -

سال میں دو دفعہ شہنشاہ چین پیکن کے منچو کالج میں جاتا ہے - اور دو دفعہ دو زانو ہو کر اور چھہ دفعہ زمین پر سجدہ کر کے

کنفیوسس کو پکارتا ہے اور کہتا ہے "او وہ کامل دانشمند! تو بڑا بزرگ ہے! - تجھ میں کامل خوبیاں ہیں - تیری تعلیم کامل ہے - تیرے قوانین اور ضابطے بڑی شوکت کے ساتھ ملک میں رائج ہیں - فانی انسانوں میں تیرا ثانی کوئی نہیں - تمام بادشاہ تیری عزت کرتے ہیں تو اس شاہی مدرسہ کا مربی ہے - بڑی تعظیم کے ساتھ قربانی کے برتن تیرے پیشکش کئے جاتے ہیں اور دہشت سے بھر کر ہم دف اور گھنٹیاں بجاتے ہیں"۔

اسی تاریخ کو موسم بہار اور خزاں کے دنوں میں ہر ایک شہر کے حکام مقامی مندروں میں جاتے ہیں اور اپنے شاہی استاد کی پرستش کرتے ہیں۔

قربانی کے وقت سے ایک روز پہلے کئی ہزار علما مندر میں جاتے ہیں اور کامل دانشمند کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ دن اسی طرح گذرتا ہے اور رات کے پچھلے پہر قربانی دیجاتی ہے۔ ایک بیل ۲۲ بھیڑیں اور ۲۲ سور قتل کئے جاتے ہیں جنہیں بعد ازاں مندری لوگ کھاتے ہیں۔ مندر کے سامنے ایک بڑا خیمہ لگایا جاتا ہے جہاں گورنر جنرل دستور العمل کے بموجب عبادت شروع کرتا ہے۔ اور آخر میں باجا بجتا ہے جسکا مفہوم یہ ہوتا ہے۔

کنفیوسس - کنفیوسس! کسقدر بزرگ ہے کنفیوسس!
کنفیوسس سے پہلے کوئی نہیں ہوا کنفیوسس!
کنفیوسس سے پیچھے کوئی نہیں ہوا کنفیوسس!
کنفیوسس! کنفیوسس! کسقدر بزرگ ہے کنفیوسس!

جب کوئی طالبعلم سکول میں داخل ہوتا ہے تو پہلے وہ کنفیوسس کے مندر کے آگے سجدہ کرتا ہے اور ہر مہینے پہلی اور پندرہویں تاریخ کو وہ "مقدس آدمی" کی پرستش کے لئے موم بتیاں اور عود لے کر آتا ہے۔

کنفیوسس مت دراصل کوئی مذہب نہیں ہے - بلکہ ایک طرح کا پولیٹیکل اور سوشل طریقہ ہے جسکی بنا فلسفہ پر رکھی گئی ہے - خدا شناسی کے ساتھ اُسے کوئی تعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو اس مذہب سے اطمینان نہ ہوا اسلئے اُنہوں نے تاؤ مذہب اور بدھ مذہب کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

تاؤ مذہب

اس مذہب کے بانی کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ ۶۰۰ سو سال مسیح سے پیشتر یا یوں کہو کہ کنفیوسس سے پچاس سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ اسکا نام لاؤ سنری تھا جسکے معنے "بڈھے لڑکے" کے ہیں - اسکی نسبت یہ روایت مشہور ہے کہ وہ بڈھا ہی پیدا ہوا تھا - اسکا سر کا رنگ تمام

اعلےٰ بزرگ اور سغر بادشاہ" ہے - پہلے وہ
دربار چو میں محافظ دفتر کے عہدے پر مقرر کیا گیا۔ جہاں اُس نے کچھ شاگرد بنالئے اور انہیں ایسے مسائل سکھانے شروع کئے جو ہندو فلاسفی سے ملتے تھے اور اسی وجہ سے ہندوستان سے اخذ کئے ہوئے معلوم ہوتے تھے -

اسکی تعلیم کا اصل مدعا یہ تھا کہ انسان خود انکاری کی مشق کرکے اس چیز میں جذب ہو جائے جسے وہ تاؤ کے نام سے موسوم کرتا تھا - جس لفظ کے اصل معنے "راہ" کے ہیں - یہہ ایک ہی راستہ تھا جسپر کل چیزیں اور ہستیاں چلتی ہیں - وہ سب کچھہ تھا - اور کچھہ بھی نہ تھا - اور ہر ایک چیز کا سبب اور نتیجہ تھا - تمام چیزیں تاؤ سے نکلیں - تاؤ سے ملی رہیں اور آخر کار تاؤ کی طرف ہی واپس گئیں اور لاؤ سنزی کا منشا یہی تھا کہ لوگ اس "تاؤ در ہر شئے" میں جذب ہو جائیں -

عوام الناس اس مضمون اور پہیلیوں کو نہ سمجھہ سکے - اور بعض قصے تو یوں مشہور ہوئے کہ لاؤ سنزی نے آبحیات پی لیا تھا اور اسطرح وہ موت سے مستثنے ہو گیا تہا - اسکے شاگرد اور معتقد بھی اب اسی آبحیات کی تلاش میں رہنے لگے اور نتیجہ یہہ ہوا کہ تاؤ مذہب جادوگری کا فن بنگیا - لوگ پہاڑوں پر زندگی بخش بوٹیاں تلاش کرنے لگے - اور بہتیروں نے جزیروں کی تلاش میں سمندر چھان مارے - یہانتک کہ شہنشاہوں اور اعلےٰ حکام کے درباروں میں جادوگر لوگ بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہوئے اور لاؤ سنزی کی عمدہ اور پاک تعلیم بالکل فراموش کردی گئی -

بدھ مذہب

لفظ بدھ مذہب کے معنے ہیں جاننا - اور بدھ مذہب کے بانی گوتم نے یہہ دعوی کیا تھا کہ وہ ہمہ دان ہے - وہ بنارس سے ایک سو میل کے فاصلہ پر ایک شہر میں پیدا ہوا تھا - مگر اسکی پیدائش کا وقت صحیح طور پر معلوم نہیں ہے غالباً وہ مسیح سے ۴۸۰ برس پیشتر مر گیا چار صداقتیں جنکے دریافت کرنیکا اسنے دعوی کیا یہ ہیں -

اول - زندگی ایک دکھہ ہے -

دوم - زندگی کی خواہش دکھہ کی اصلیت ہے -

سوم - زندگی کی خواہش کا مارنا دکھہ کا مارنا ہے -

چہارم - دکھہ کے مارنے کی اٹھہ گنے راہ

گوتم نے یہ کوشش کی کہ ایک مذہب جاری کرے جس میں خدا کی موجودگی تک نہ ہو - اور جس مذہب کا بڑا مقصد نروان حاصل کرنا یعنے جیون مرن کے دکھہ سے رہائی پانا ہی

گوتم کے بعض اخلاقی مسایل اچھے ہیں۔ اور
اوسکا مذہب ایک وقت میں کل ہندوستان
میں پھیل گیا اور کئی سو سال تک بنارس کا شہر
بدھ کے معتقدوں کا شہر کہلاتا رہا۔ اور ایشیا
کے ممالک میں بھی اس مذہب کی اشاعت
کی کوشش کی گئی۔

چینیوں نے پہلے پہل ۲۱۷ سال مسیح سے پیشتر
بدھ مذہب کا وعظ۔ بدھ مذہب کے واعظوں سے
سنا۔ مگر چینیوں کو اس وعظ سے کچھہ چنداں
واقفیت پیدا نہوئی۔

آخر کار ۶۰ سال مسیح سے پیشتر شہنشاہ منگتی
نے ایک سفارت بھیجی جو گیارہ سال کے بعد واپس
آئی اور دو مقدس کتابیں لائی۔ ایک
ہندوستانی بھی سفارت کے ہمراہ آیا جس نے
مقدس کتابوں کا چینی زبان میں ترجمہ کیا۔

پانچویں صدی کے قریب ایک چینی بدھ مذہب
کا پیرو جسکا نام فاہین تھا ہندوستان میں
اس غرض سے آیا کہ بدھ مذہب کی کتابیں
تلاش کرکے لائے جو چین میں ابھی تک
نہیں پائی جاتی تھیں۔ چودہ سال تک وہ
ہندوستان میں شہر بشہر گھومتا رہا اور بہت
سی کتابیں جمع کرکے سیلون کی راہ سے چین
میں واپس گیا۔ بدھ کی فرضی یادگاریں بھی
چین میں لائی گئیں اور چین کے باشندوں
نے انہیں بڑی عزت کے ساتھ قبول کیا۔ کئی
چینی شہنشاہ تخت و تاج چھوڑ کر کاہن بنگئے۔

کنفیوسش کے عالم معتقدوں نے چین میں
بدھ مذہب کی بڑی مخالفت کی۔ وہ یہہ کہتے
تھے کہ کاہن لوگ حرام کی روٹی کھاتے ہیں
کیونکہ وہ کچھہ کام نہیں کرتے اور کاہل اور سست
رہتے ہیں۔ نیز انکا تجرد قانون قدرت کے سخت
خلاف ہے۔ مگر انکی کوششیں لاحاصل ثابت
ہوئیں۔

دن بدن بدھ کے ایک بال یا اس کے جسم کی
ہڈی پر مینار تعمیر ہونے لگے جو کنفیوسش کے
معتقدوں کے لئے بڑے ہی رنج کا باعث تھے
سب میناروں میں سے مشہور مینار شہر نانکن
میں تھا۔ جو دریائے ینگسی پر واقع ہے۔ اسکی
نو منزلیں ہیں۔ اور سنہری برج کہلاتا تھا کیونکہ
اس کی اینٹیں اور کھپریل نہایت چمکدار ہیں۔
مگر تئیس سال سے اوپر گذرے ہیں کہ چینی باغیوں
نے اُسے مسمار کر دیا۔

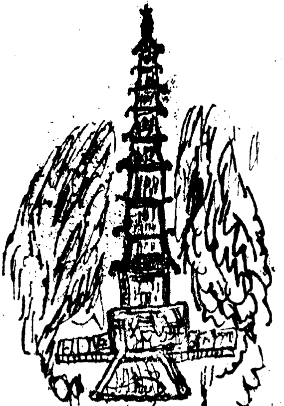

نانکن کا مندر

چینیوں میں دو بدھ مانے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جو گذر چکا ہے اور دوسرا وہ جو آنیوالا ہے۔

چینی بدھ

اول الذکر کی تصویر تو ایک مندر ہی کے مشابہ بنائی جاتی ہیں۔ جیسے کہ اوپر کی تصویر میں دکھایا گیا ہے اور آخر الذکر کا چہرہ ہنسوڑ اور پیشانی کشادہ بنائی جاتی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اپنے پجاریوں کو اپنے پاس آتے دیکھکر خوش ہوتا ہے۔

آنیوالا بدھ

تینوں مذاہب اسقدر باہم پیوست ہو گئے ہیں کہ ایک چینی کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خالص کنفیوسش کا یا تاؤ کا یا بدھ کا پیرو ہے۔

بزرگوں کی پرستش

چین کا اصلی مذہب بزرگوں کی پرستش ہے انسان کا اعلیٰ فرض ہے کہ باپ اور ماں کی اطاعت کرے اور انکی پرستش کرے ہر ایک گھر میں ایک خاص کمرہ اسی غرض سے بنا ہوتا ہے کہ وہاں بزرگوں کی پرستش کیجاتی اس کمرے میں ایک چوبی تختہ ایک فٹ لمبا اور تین انچ چوڑا اسیطرح رکھا ہوتا ہے جسے روحوں کا گھر کہتے ہیں اور اس پر نام - درج

تاریخ پیدائش و تاریخ وفات لکھا ہوتا ہے۔ اس پرستش سے صرف یہ غرض ہے کہ بحالت زندگی جس طرح بزرگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کی گئی تھی اسکی یادگار باقی رہے۔

اس پرستش کی بنا دراصل پسرانہ محبت پر ہے مگر خوف کو بھی اس میں بہت کچھہ دخل ہے۔ مردوں کا کھانا پہننا اور خرچ وغیرہ زندوں پر منحصر ہوتا ہے اور اس لئے سال کے تیسرے مہینے میں انکی روحوں کو یہ سب چیزیں پہنچائی جاتی ہیں۔ ہندو اپنے مردوں کو چاولوں کی پنڈیاں پہونچاتے ہیں۔ مگر چینی انہیں وہ خوراک پہونچاتے ہیں جسے وہ نہایت لذیذ سمجھتے ہیں۔ اُبلا ہوا گوشت۔ مرغی۔ بطخیں چاء وغیرہ مہیا کی جاتی ہیں۔ اور بعد ازاں کچھہ تو وہ آپ کھا لیتے ہیں۔ اور کچھہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ کپڑے۔ چوکیاں اور میز وغیرہ چیزیں کاغذ کی بنائی جاتی ہیں جنہیں بعد ازاں جلایا جاتا ہے۔ روپیہ بھی کاغذ کا بنایا جاتا ہے۔ کاغذی نوکر چاکر بھی بنائے جاتے ہیں۔ بعد ازاں سب کو جلا دیا جاتا ہے۔ چینی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھہ وہ مردوں کے نام سے اس دنیا میں دیتے ہیں۔ وہ مردوں کو دوسرے جہاں میں ملجاتا ہے۔

اگر روحوں کو کھانا وغیرہ ملتا رہے تو وہ راضی اور خوش رہتے ہیں۔ اور اگر وہ بھوکے ننگے رہیں تو وہ اپنے گھر والوں کو آکر اسی طرح پیٹتے رہیں جیسے کہ والدین اپنے نافرمان بردار بیٹے کو۔ جن روحوں کو ان کے زندہ رشتہ دار کچھہ نہیں پہونچاتے وہ گدا بنجاتے ہیں اور مجبور ہو کر کچھہ روزی حاصل کرنے کے لئے ان روحوں میں جا ملتے ہیں جنکے جسم جنگ میں ہلاک ہوئے یا سمندر میں غرق ہوئے یا غیر ممالک میں برباد ہو گئے۔ مگر اپنے نافرمانبردار رشتہ داروں کو وہ چشم نمائی اسطرح کرتے ہیں کہ بیماری یا کوئی اور مصیبت انپر بھیج دیتے ہیں قبروں کی مرمت کرنا یا انپر نقش و نگار کرنا چینی لوگ ایمان کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک خاندان کو قبرستان کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے پہاڑیوں میں اس غرض کے لئے پہلے سے زمین خرید لیجاتی ہے۔ سال کے تیسرے مہینے میں گھر کے کل مرد بوڑھے اور بچے نہایت عمدہ اور نفیس پوشاکیں پہن کر قبرستان میں جاتے ہیں۔ کھانے پینے کا سامان بکثرت ہمراہ لیجاتے ہیں۔ ایک کاغذی بکس میں کاغذ کے کپڑے اور دیگر کاغذی اشیا رکھی ہوتی ہیں اور ٹوکریوں میں کاغذی روپیہ ہوتے ہیں جب نذرانہ قبر کے سامنے لیجا رکھتے ہیں تو خاندان کا افسر نو دفعہ قبر کے سامنے سجدہ کرتا ہے جسطرح کہ لوگ مندروں میں دیوتاؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اُسے دیکھکر

گھر کے کل اشخاص جو ہمراہ ہوتے ہیں نو دفعہ قبر کے آگے جھکتے ہیں یہاں تک کہ چھوٹے بچوں سے بھی پوجا کرائی جاتی ہے ۔

چینیوں کی یہہ رسم ویسی ہی ہے جیسے کہ ہندوؤں میں شرادھ وغیرہ ہوتے ہیں دونوں کی بنا ایک ہی اصول پر ہے ۔

کیان ین

چینی بدھ مذہب میں گوتم کو دوسرے درجہ پر کہا جاتا ہے جب کہ اسکا مقابلہ کیان ین کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔ یہ ایک بدھ تارک عورت تھی جو ایک دیبی بنگئی ۔ اُسے رحم کی دیبی اور اولاد دینے والی دیبی کہتے ہیں ۔ چونکہ چینیوں کو اولاد کی ازحد خواہش رہتی ہے ۔ اسلئے کیان ین کی پرستش عام ہوتی ہے ۔ وہ ماؤں کی سرپرست دیبی ہے ۔ اور اُسکا دوسرا نام "دکھہ دور کرنیوالی دیبی" ہے ۔ اور لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جب انسان دکھہ سے تنگ آکر اُسے پکارتا ہے تو وہ فی الفور اُسکی آواز سن لیتی ہے ۔ اور دکھہ دور کردیتی ہے اور اسطرح اسکے حضور میں دعا مانگتے ہیں :-

"اُو رحم دل اور ترس کہانے
والی ۔ فریادیوں کی
فریاد سننے والی بدھ
مجھے ذلت سے بچا
اور میرا دکھہ دور کر"

جنوبی چین میں لوگوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اولاد دینے والی دیبی کی لونڈیاں ہیں ان میں سے ایک تو نو تولد بچے کی صفائی پر نظر رکھتی ہے ۔ دوسری اُسے دودھ پلانا سکھاتی ہے ۔ تیسری اُسے ہنساتی ہے ۔

اولاد دینے والی دیبی

دولت کا دیوتا

یوئین نان مدت ہوئی پیدا ہوا اور مہموں کی وجہ سے بڑا مشہور ہوا۔ وہ سیاہ چیتے پر سواری کرتا تھا اور موتی پھینکتا تو وہ توپ کے گولے کی طرح پھٹ جاتا تھا۔ مگر ایک جادوگرنی اس پر غالب آئی اور اُسکی شکل پر بھوسہ کا ایک آدمی بنا کر اسکا دل اور آنکھیں تیروں سے چھیدی گئیں۔ جب وہ مرگیا تو اُسے دولت کا دیوتا مشہور کیا گیا۔

دولت کا خدا

اسکی پرستش بہت ہوتی ہے اور عموماً سوداگر اور بیوپاری اور دوکاندار اس کے پوجنے والے ہیں جو اسکے مندر کے روبرو عود جلاتے اور بتیاں روشن کرتے ہیں۔

باورچیخانہ کا خدا

ہر ایک باورچیخانہ میں باورچیخانہ کے خدا کی تصویر رکھی جاتی ہے۔ اور مہینہ میں دو دفعہ اسکی پوجا ہوتی ہے اس کے ذمے دو کام ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خاندان کے گناہوں کا حساب کتاب رکھتا ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ وہ خاندان اور اعلےٰ شہنشاہ کے درمیان جو اس دنیا پر حکمراں ہے واسطہ ہے۔ اسلئے اسکی عزت بھی کیجاتی ہے اور اسکا خوف بھی خاندان پر رہتا ہے

کہتے ہیں کہ وہ سال میں ایک دفعہ ۲۴ تاریخ کو آسمان پر جاتا ہے اور خاندان کے گناہوں کے سال بھر کا حساب اعلےٰ شہنشاہ کے روبرو دیتا ہے۔ چینی لوگ اس غرض سے کہ باورچیخانہ کا دیوتا اُن سے خوش ہوجائے اور آسمان پر جاکر ان کی سفارش کرے۔ گوشت میوے اور شراب اس کی نذر کرتے ہیں اور کھانڈ اس کے ہونٹوں پر ملی جاتی ہے۔ ایک کاغذی گھوڑا اور دیگر کاغذی اشیا اس کے سفر کے لئے جلائے جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص اس کے سامنے سر جھکاتا ہے اور لالٹینیں روشن

کیجاتی ہیں۔
جب وہ واپس آتا ہے تو ایک نئی تصویر اسکی جگہہ رکھدیتے ہیں جس سے غرض یہہ ہوتی ہے کہ دیوتا آیندہ سال ہیں انسے خوش رہے۔

دروازوں کے خدا

چین کے بہت سے مکانات کے بیرونی دروازوں پر دو تصویریں ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اوپر دکھایا گیا ہے۔ اور ہر سال ان تصویروں کو بدلدیا جاتا ہے۔ یہہ دربان خدا کہلاتے ہیں۔ اور انکی وجہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ ایک چینی شہنشاہ کو خواب آیا کہ بد روحیں اسکی

محل میں گھسنے کی کوشش کر رہی ہیں اسپر اس نے دو بڑے تنومند اور بہادر سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازہ کی حفاظت کریں۔ چنانچہ بد روحیں انکی فوجی وضع قطع دیکھکر ڈر گئیں اور شاہی محل کے اندر گھسنے کی جرات نہ کر سکیں جب وہ مر گئے تو لوگوں نے انکی تصویریں دروازوں پر لگادیں۔ اور انکا خیال ہے کہ یہہ تصویریں نہایت فائدہ بخش ہیں۔ اور بد روحوں کو مکان کے اندر نہیں آنے دیتیں۔

چار ہیرے

یہہ بڑے قد کی تصویریں ہوتی ہیں اور یہ مندروں کے دروازوں پر رکھی جاتی ہیں انکا نام "چار ہیرے" ہے کہتے ہیں کہ یہہ چاروں بھائی ہیں۔ پہلے کے ہاتھ میں تلوار ہے

چار پہرے

جو اگر اٹھائی جائے تو دس ہزار نیزے انسانوں
کے جسم کو چھیدنے لگیں۔ دوسرے کے ہاتھ
میں ستار ہے اور جب وہ اُسے چھیڑتا ہے
تو اس سے آگ اور آندھی پیدا ہوتی ہے۔
تیسرے کے ہاتھ میں چھتری ہے جو زلزلوں
اور سورج گرہن اور چاند گرہن پر حکم رکھتی ہے
چوتھے کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی تھیلی
ہے۔ جس میں سفید چوہے کے مشابہ ایک
جانور ہے۔ جسے اگر چھوڑ دیا جائے تو پروں
والے سفید ہاتھی کی طرح بنکر دشمنوں کو
پامال کرتا ہے۔

یہ چاروں سپاہی لڑائی میں مارے گئے
تھے اور اب مندروں کے رکھوالے ہیں۔

فنگ شوئی

چینی لوگ بھی ہندوؤں کی طرح رمال سے اپنی
قسمت پوچھا کرتے ہیں۔ مگر چینی ہندوؤں سے
بھی ایک قدم بڑھے ہوئے ہیں اور وہ فنگ شوئی
یعنے علم ہوا اور پانی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو
لوگ اس علم میں کامل دستگاہ رکھنے کا دعوی
کرتے ہیں۔ انہیں "جیو منسر" کے نام سے موسوم
کیا جاتا ہے اور اس علم کو "دل کی آسمانی بہن"
کہتے ہیں۔

چینیوں کا اعتقاد ہے کہ اگر ان کے بزرگ
قبروں میں تکلیف میں رہیں تو وہ اپنے
پسماندوں کو بیماری وغیرہ کی سزائیں دیتے
ہیں۔ اسلئے "جیو منسر" لوگوں سے یہ پوچھا جاتا
ہے کہ قبر کہاں بنائی جائے جہاں مردے کو
راحت نصیب ہو۔ اس معاملہ میں ہوا اور
پانی کا بڑا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ شمالی ہوا

سرد ہوتی ہے اور جنوب کی ہوا فرحت بخش ہوتی ہے اور پانی لاتی ہے اسلئے قبروں کا سر جنوب کی طرف رکھا جاتا ہے۔ نیز کسی گڈھے کے قریب قبر نہیں بنائی جاتی۔ کیونکہ گڈھے میں سے ہوا قبر کے اندر جائے گی اور مردے کو تکلیف دے گی۔ دریا کا بہاؤ ایک خاص طرف از حد ملحوظ رہتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ عزت اور دولت کی ندی خاندان میں جاری رہے گی۔ سیدھی لائنوں سے چینیوں کو ڈر رہتا ہے۔ اور فکر یہ رہتی ہے کہ سیدھی لائنوں میں بدروحیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اسلئے سیدھی سڑکیں۔ ریلوے اور تار برقیاں ناپسند کیجاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ چین کی سڑکیں ٹیڑھی بنائی گئی ہیں۔

جب کسی چینی خاندان پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو پہلے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مردے تکلیف میں ہیں اسلئے مردے کی ہڈیاں قبر سے نکال لیجاتی ہیں۔ اور انہیں ایک بڑے مرتبان میں رکھا جاتا ہے جب تک کہ ان کی تدفین کے لئے مناسب اور عمدہ جگہ نہ ملے۔

جیومنسر لوگ کسی امیر کی قبر کی زمین انتخاب کرنے میں بہت دیر لگاتے ہیں اور بہت سا روپیہ لیتے ہیں۔ مگر جب کسی غریب کا معاملہ ہوتا ہے تو جلد فیصلہ کر دیتے ہیں۔

چینی لوگ کوئلہ کی کانیں اس غرض کے لئے نہیں کھودتے کہ مبادا مردوں کو تکلیف پہونچے۔ ایک دفعہ شہر اماتی میں یوروپین لوگوں نے ایک عمارت بنائی مگر چینیوں نے اس عذر پر اُسے گرادیا کہ اس سے انکے شہر کی فنگ شوئی کو ضرر پہونچیگا۔ اور جب انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ گرائی ہوئی عمارت کو اپنی لاگت سے پھر تیار کریں تو اُنہوں نے اسکے سامنے ایک دیوار کھڑی کر کے اسپر اژدہا اور چیتوں کی شکلیں بنائیں تاکہ انہیں کوئی نقصان نہ پہونچے۔ عموماً چینی لوگ حفاظت کے لئے اس قسم کی شکلیں اپنے گھروں میں بناتے ہیں۔

تعویذ فروش

ہندوؤں کی طرح چینی لوگ جن بھوت سے بہت ڈرتے ہیں۔ اسلئے انکی تاثیر رد کرنے کے لئے تعویذ مہیا کئے جاتے ہیں۔ یہ تعویذ کاغذ کے بنے ہوتے ہیں۔ جنپر لکیریں کھینچی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور انمیں کبھی سن سے اور حروف ہوتے ہیں۔ انہیں چھت میں رکھ دیا جاتا ہے اور بدروحیں گھروں سے نکل جاتی ہیں۔ جب کبھی کوئی لڑکا بیمار ہوتا ہے تو بدروحوں کو ڈرانے کے لئے اسکی چوٹی میں تعویذ باندھ دیا جاتا ہے چین میں قسمت پوچھنے کی عام رسم ہے اور

قسمت بتانے والے ہر گلی اور کوچہ میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور لوگوں کے عموماً سوال یہی ہوتے ہیں کہ کیا میں تجارت شروع کروں یا نہ؟ فلاں کام میں مجھے فایدہ ہوگا یا نہیں؟ ۔ میری فصل اچھی ہوگی یا نہیں؟ ۔ میرا مال چوری گیا ہے مجھے ملے گا یا نہیں؟ ۔ میں امتحان میں کامیاب ہونگا یا نہیں؟ ۔ مجھے سفر میں چور تو نہیں ملیں گے؟ قسمت بتانے والے کئی طرح سے قسمت بتاتے ہیں مگر سب سے عمدہ اور عام پسندیدہ یہہ طریق ہے کہ قسمت بتانے والے سنگ پشت کو پاس رکھتے ہیں۔ اور جس سمت کو وہ دیکھتا ہے یا جسقدر گردن پھیلاتا ہے۔ یا جس طرف پاؤں رکھتا ہے اس سے مختلف نتیجے نکالے جاتے ہیں۔

گہن

ہندوؤں کی طرح چینیوں کا بھی یہ خیال ہے کہ سورج گہن اور چاند گہن اسوجہ سے واقعہ ہوتے ہیں کہ اژدہا انہیں نگلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندو تو اس دن کی بری تاثیر سے بچنے کے لئے صرف نہاتے ہیں۔ مگر چینی اس دن ڈھول دف بجاکر اژدہاؤں کو ڈراتے ہیں۔ اور جب گہن ختم ہوجاتا ہے تو اپنی کامیابی پر خوشی مناتے ہیں +

دیوتاؤں کا تقرر اور انکی ذلت

شہنشاہ نہ صرف آدمیوں کا ہی بادشاہ ہے بلکہ بعض نسبتوں میں دیوتاؤں کا بھی بادشاہ ہے۔ ہندوستان کی طرح چین میں بھی نئے دیوتے وقتاً فوقتاً مقرر کئے جاتے ہیں۔ جب چینیوں کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے تو دیوتاؤں کو دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔ جب شہنشاہ سابق بیمار تھا تو بیماری کے دیوتے کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ پیکن کی گلیوں اور بازاروں میں پھرایا گیا اور شہنشاہ کے کمرے میں بھی اسے لائے مگر جب شہنشاہ مرگیا تو دیوتے کو توڑ کر پرزے پرزے کر دیا گیا۔

کچھہ عرصہ گذرا ہے کہ مقام فوچو میں بعض مورتوں پر یہ شبہ کیا گیا کہ انھوں نے شہر میں بیماری بھیج دی ہے۔ انہیں دنوں میں تاتاری جنرل مرگیا۔ اور یہ مشہور ہوگیا کہ مورتوں نے اسے قتل کردیا ہے۔ اس صوبہ کے وائسرائے نے اسی وقت شہر کے حاکم کو لکھا کہ بتوں کو گرفتار کرکے سزا دیجائے۔ اسپر حاکم شہر مندر میں گیا اور پندرہ بت گرفتار کئے۔ یہ لکڑی کے بت

پانچ فٹ اونچے تھے۔ حاکم شہر نے تحقیقات سے
پہلے ان کی آنکھیں نکلوا دیں تاکہ وہ یہہ
نہ دیکھ سکیں کہ انکا فیصلہ کرنے والا کون ہے
اور اسطرح اسپر اپنا کینہ نکالنے کا موقعہ پا سکیں
پوری تحقیقات کے بعد حاکم شہر نے وائسرائے
کے پاس رپورٹ بھیجی اور وائسرائے نے بتوں
کو قتل کی سزا دی۔ چنانچہ انکے سر اتارے
گئے اور ان کی لاشیں تالاب میں ڈال دی
گئیں۔ اور مندر ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

چینیوں کے دیوتے ہندوں کی طرح
بے تعداد ہیں۔ جیسے کہ ہندؤں کے دیوتے
تینتیس کروڑ ہیں ویسے ہی چینیوں کے بھی
اس کثرت کے ساتھ ہیں جسقدر کہ دریائے
ہاوی میں ریت کے دانے ہیں۔

چینیون کی بعض رسوم

نام

دودہ کے نام کا تو ذکر آچکا ہے۔ یہہ نام
مدرسہ کے نام تک بحال رہتا ہے۔ اور مدرسہ
کا نام ؛ معنی ہوتا ہے جس میں لڑکے اوصاف
کا بھی علاقہ ہوتا ہے۔ مثلاً سپاہی پیشہ والا۔
ہوشیار۔ بڑہتی ہوئی ترقی وغیرہ وغیرہ۔
اور بعض اوقات پھولوں کے نام سے موسوم
کئے جاتے ہیں جب انکی شادی ہوتی ہے
تو انکا اور نام رکھا جاتا ہے۔ اور مرتے دم تک
یہی نام مشہور رہتا ہے۔

دوکاندار لوگ اپنی دوکانوں کے تختوں
پر اپنا اصلی نام نہیں لکھتے بلکہ بعض القاب
وغیرہ لکھتے ہیں مثلاً خوش معاملہ طرفین کا
فائدہ۔ اٹھتی ہوئی نیکی وغیرہ وغیرہ۔

جب آدمی مرجاتا ہے تو ایک اخیری نام سے
موسوم کیا جاتا ہے۔ اور وہی نام بزرگوں کے
کمرے میں لکھا جاتا ہے۔

آداب

راہ و رسم اور گفتگو میں تو چینیوں کے آداب
دیگر ممالک کے باشندوں سے مشابہ ہیں
مگر خاص خاص موقعوں پر انکے آداب الگ
ہیں جنکی وجہ سے وہ زیادہ تر مشہور ہیں چنانچہ
اپنے سے بزرگوں کو وہ ۹ طرح پر سلام کرتے ہیں

(۱) ہاتھ ملاکر چھاتی پر رکھنا۔
(۲) ہاتھ ملاکر جھک جانا۔
(۳) گھٹنا ذرا جھکانا۔
(۴) دو زانو بیٹھ جانا۔
(۵) دو زانو ہوکر سر زمین پر رکھ دینا۔
(۶) تین دفعہ دو زانو ہونا اور سر زمین پر رکھ دینا۔

(۸) تین دفعہ دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھنا اور پھر کھڑی ہو کر تین دفعہ دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھنا۔

(۹) تین دفعہ دوزانو ہونا اور ۹ دفعہ سر زمین پر رکھنا۔

چینی اکثر دیوتاؤں کو چھٹے درجہ کی تعظیم دیتے ہیں۔ بعض کو ساتویں درجہ کی اور آسمان اور بادشاہ کو آخری درجہ کی۔ گویا شہنشاہ کا رتبہ آسمان کے برابر رکھا گیا ہے۔ جب یوروپین سفیر چین میں گئے تو شہنشاہ چین نے اُن سے بھی تعظیم و تکریم لینے کی کوشش کی مگر انہوں نے بہ نسبت اس کے واپس چلے آنا منظور کیا۔ جب گفتگو ہوتی ہے تو بولنے والا کسر نفسی کرتا ہے اور مخاطب کو تعظیم کے ساتھ خطاب کرتا ہے۔ معمولی ملاقاتی کارڈ سرخ کاغذ کے ہوتے ہیں۔ جو ۸ - انچ لمبے اور تین انچ چوڑے ہوتے ہیں اور کبھی لفافے میں بند کر کے بھیجے جاتے ہیں۔ جو شخص ماتم میں ہوتا ہے وہ سفید کارڈ پر نیلی سیاہی سے اپنا نام لکھتا ہے اور اس کے بعد یہ فقرہ لکھا ہوتا ہے "تمہارا بیوقوف چھوٹا بھائی نہایت عاجزی سے تمہیں سلام کرتا ہے" اور میزبان باہر نکلکر اسطرح اُسے سلام کرتا ہے۔ "جناب کے قدم رنجہ فرمانے کا میں کسطرح شکریہ ادا کروں" اسکے بعد ایک دوسرے کی خیریت مزاج اور پھر ایک دوسرے کے والدین کی خیریت نہایت شائستہ اور عزت کے الفاظ میں پوچھی جاتی ہے اور جب گفتگو ختم ہوتی ہے تو اُٹھتے وقت مہمان کہتا ہے۔ "میں کل جناب کی ہدایت لینے کے لئے پھر حاضر ہونگا"۔ اسکے جواب میں میزبان کہتا ہے "جناب نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ لازم تو یہ ہے کہ کل میں در دولت پر حاضر ہوں"

دعوت وغیرہ کے کارڈ ملاقاتی کارڈوں کی طرح ہوتے ہیں اور انپر یہ لکھا ہوتا ہے۔ "فلاں دن نان و نمک کی دعوت میرے غریب خانہ پر ہوگی۔ امید ہے کہ جناب اپنے چہرۂ نورانی سے غریب خانہ کو منور فرما دیں گے"

مرگ کی رسوم

چینی لوگ ابتدا سے ہی اپنے مردوں کو دفن کرتے آئے ہیں۔ مردوں کا کفن تین چار انچ موٹے تختے کا بنایا جاتا ہے اور بیٹے کی یہ سعادت مندی سمجھی جاتی ہے اگر وہ اپنے باپ کا کفن نہایت عمدہ بنائے۔ بعض لوگ عین حیات میں ہی اپنے کفن تیار کرا رکھتے اور مرنے کے وقت انہیں میں انہیں بند کیا جاتا ہے۔

مردے کو پہلے پاس کی ندی کے پانی سے جس میں چار پیسے بطور قیمت آب ڈالے جاتے ہیں غسل دیتے ہیں۔ پھر اُسے ریشمی کپڑوں میں لپیٹتے ہیں۔ بعد ازاں سونا چاندی جواہرات اسکے منہ میں ڈالتے ہیں اور اسے لکڑی کے

کفن میں ڈالدیتے ہیں۔ اس کے بعد کفن میں چونہ بل دیتے ہیں تاکہ مردے کی بدبو باہر نکلنے نہ پائے۔ ساتویں دن مردے کی خبر رشتہ داروں کو دیجاتی ہے۔ وہ خبر پاتے ہی آموجود ہوتے ہیں۔ اور تحفہ کے طور پر روپیہ۔ عود۔ غلہ اور دیگر چیزیں لاتے ہیں۔ جو آتے ہی متوفی کے وارث کو دی جاتی ہیں۔ ماتمی گھر میں داخل ہونے سے پہلے وہ سفید ماتمی لباس پہنتے ہیں اور مردے کے سامنے عود جلاکر اسے سلام کرتے ہیں۔ جب کہ مردے کے لواحق زارزار روتے اور چلاتے ہیں۔

مردوں کی لاشیں اکثر اوقات برسوں گھر میں ہی پڑی رہتی ہیں۔ اور صبح و شام ان کے سامنے عود جلایا جاتا ہے۔ جب تک کہ مناسب جگہہ انکی قبر کے لئے تلاش نہ کر لیجائے۔ اور امیروں کے مردوں کو تو بہت سا عرصہ گھر میں ہی رکھا جاتا ہے کیونکہ انکی قبر کے لئے جگہہ تلاش کرنے میں بڑا عرصہ لگتا ہے۔

جب تدفین کے متعلق تیاری مکمل ہو جاتی ہے تو بزرگوں کے کمرے میں دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور بعد ازاں بڑے شور و پکار کے ساتھ بزرگوں کو سجدے کئے جاتے ہیں۔

جب کفن اُٹھایا جاتا ہے تو اس کے لواحق فی الفور پاس کے کمرے میں بھاگ جاتے ہیں انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ فروگذاشت کی وجہ سے متوفی کی روح انہیں بیماری وغیرہ کی سزا نہ دے یا انپر لعنت نہ کرے۔ گھر کے دروازے کے باہر کفن ایک ڈولی میں رکھا جاتا ہے اور بقدر توفیق دہوم دھام سے قبر تک لیجاتے ہیں۔ جب کفن کو قبر میں اتارتے ہیں تو جیو منتر مطمئن ہوکر کاغذی روپیہ گاڑیاں اور خدمتگار جلاتا ہے تاکہ آئندہ دنیا میں متوفی کو وہ سب چیزیں ملجائیں۔ قبر میں متوفی کے دنیاوی درجہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے چنانچہ ایک ڈیوک، مارکوئیس، یا ارل کا مقبرہ ۱۳۰ فٹ محیط کا ہوتا ہے۔ جس میں چار دروازے ہوتے ہیں اور ایک اول درجہ یا دوسرے درجہ کے عہدہ دار کا ۱۱۰ فٹ محیط ہوتا ہے۔ جس کے دو دروازے ہوسکتے ہیں۔ علے ہذ القیاس

شاہی خاندان کی قبریں خوبصورتی میں سب سے اعلےٰ ہوتی ہیں اور انپر صرف کثیر ہوتا ہے - اکثر اوقات امیروں کی قبروں کے دروازوں پر چیتوں گھوڑوں وغیرہ کی تصویریں بھی بنائی جاتی ہیں -

چینیوں کی خوبیاں اور نقص

چینیوں میں بڑا وصف یہ ہے کہ انہیں بچپن سے ہی والدین اور بزرگوں کی اطاعت کی تعلیم دی جاتی ہے اور انہیں عبادت کا طریق بچپن میں ہی سکھلایا جاتا ہے -

چار ہزار سال سے بآرام چلی آتی ہے - چینیوں کا دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ بڑے امن دوست ہیں - گو ان میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہتے ہیں - مگر پھر بھی ہر ایک چینی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جھگڑے بکھیڑے سے الگ رہے - اور امن کی زندگی بسر کرے -

غریب لوگ بھی ادب قواعد سے بخوبی آگاہ ہیں اور امیروں میں تو ادب کی کوئی حد نہیں - چینی لوگ بڑے محنتی ہوتے ہیں - اور ان کی محنت کا یہ بڑا بھاری ثبوت ہے کہ انہوں نے کئی ہزار میل لمبی نہر کھودی - اور ایک دیوار بنائی جو ۱۲۰۰ میل

بچہ پوجا سیکھتا ہے

نیز انہیں بچپن میں ہی تعلیم دیجاتی ہے کہ حکام کو اپنا ماں باپ سمجھیں اور ویسی ہی انکی عزت و تکریم و تعظیم کریں - [illegible]

لمبی ہے یہ ۲۰ فٹ بلند اور ۲۵ فٹ چوڑی ہے مگر اوپر جا کر پندرہ فٹ چوڑی رہ گئی ہے - پہاڑیوں اور وادیوں میں سے یہ دیوار ہو کر گذری ہے اور اس سے غرض

یہہ تھی کہ حملہ آوروں سے چینی لوگ محفوظ رہیں۔ سو سو گز کے فاصدہ پر چالیس پچاس فٹ بلند برج بنے ہوے ہیں۔

چینوں میں بد اخلاقی بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر ان میں یہ نقص ہے کہ وہ بڑے مغرور ہوتے ہیں۔ بیوپار میں جھوٹ بولتے ہیں اور سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ افیون پیتے ہیں جس کی بدولت گھروں کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس ذلت کو پہونچتے ہیں جیسے کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے۔

ایک افیونی کے گھر کا نقشہ

تمت

دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

پنجاب پریس کی عمدہ اور نایاب کتابیں

عمر پاشا - یہ عجیب و غریب اور سچے واقعات کا مجموعہ ناول جنوری سنہ ۹۰ سے اخبار پنجاب گزٹ کے ہمراہ شائع ہونا شروع ہوا تھا اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ بالکل ایک تاریخی ناول ہے اس میں جنگ کریمیا کے واقعات جو روس اور روم میں ہوئی تھی بڑی تفصیل کے ساتھ دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ عشق اور محبت کی داستان بھی دلکش پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور مصنف نے جو ناول نویسی میں شہرہ آفاق ہے اس ناول میں بڑا ہی زور لگایا ہے اسکی طرز عبارت نیچرل استعارات اور تشبیہات لاریب دل لبھانے والے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ پڑھنے والے کے دل پر بڑی بھاری تاثیر پیدا کرتے ہیں اسکی پہلی جلد کی قیمت ۱۲؍ ہے اور دوسری جلد کی قیمت عہ؍

بشا بر کھشا یعنے زہریلا درخت - ایک دلچسپ عجیب و غریب ناول جس کی تعریف میں مسٹر ایڈون آرنالڈ سی۔ ایس۔ آئی جیسے عالم فاضل انگریز رطب اللسان ہیں اور جو بحیثیت نہایت دلچسپ واقعات سچے حالات اور اخلاقی بیانات کے اول درجہ کے ناولوں میں رکھا گیا ہے اور جسے اعلیٰ درجہ کی انگریزی سوسائٹی نے بڑی اشتیاق کی نظروں سے دیکھا ہے اور ہماری نوجوان اور تعلیم یافتہ سوسائٹی کے لئے ایک پورے ہدایت نامہ کا کام دیسکتا ہے اخلاقی لحاظ سے یہ ناول لاریب اپنا نظیر نہیں رکھتا اور اُسکی بنا سلف کنٹرول (اپنے آپ پر قادر ہونا) پر ہے۔ اس قسم کا نادر اور نایاب ناول جو ہمنے نہایت سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے عہ قیمت پر ملسکتا ہے۔

فاتح بنگالہ - یہ ناول بنگالہ مشہور سحر بیان ناولسٹ مسٹر رومیش چندرا دت کی تصانیف میں سے ہے اسکا بنگالی نام بنگ وجیتا ہے۔ ہمارے لایق دوست دیوان کشن گوپال صاحب شیدا رئیس وزیرآباد حال نایب تحصیلدار سیالکوٹ نے ہندوستانی پبلک کو فایدہ پہونچانے کی غرض سے اسکا نہایت فصیح اور بامحاورہ ترجمہ کیا یہ ناول خیالات کی پاکیزگی۔ مضامین کی دلچسپی بیان کی شائستگی چھاپہ کی صفائی خط کی خوبی غرض ہر پہلو سے ملک کے لئے نعمت عظمے ہے قیمت ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک

ایڈورڈ گبن کی لائف - اس مشہور و معروف اور مستند انگریزی مورخ کی لائف جس نے سلطنت روما کے زوال کی ضخیم اور مشہور تاریخ لکھکر دنیا کے مورخوں میں اول نمبر حاصل کیا ہے ہمنے نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط چھاپی ہے۔ اسکے پڑھنے سے ناظرین کے دل پر بڑی بھاری تاثیر پڑتی ہے۔ اور مورخ کی حیرت انگیز اور عجیب حالات پڑھ کر ایک قسم کا ولولہ دل میں پیدا ہوتا ہے جس سے انسان کی طبیعت بے اختیار علمی تحقیقات کی طرف مائل ہو جاتی ہے قیمت ۴؍ علاوہ محصول ڈاک

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

23-1-60

جامعہ [illegible]

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ [illegible] ایک [illegible]
پانچ کتابیں [illegible] ایک ماہ تک اپنے پاس [illegible] اور [illegible]
پاس شعبجات و نصاب [illegible] ایک ماہ کے لیے [illegible] اور [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ [illegible] کتابیں ایک [illegible] دو کتابیں [illegible]
[illegible] رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبا [illegible] کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے اور طلبہ [illegible]
کے طلبہ [illegible] کتابیں [illegible] دو ہفتہ تک اپنے پاس [illegible] ہوں [illegible]
[illegible] کتابیں [illegible] لیا جائیگا۔ [illegible] کی جا سکیں گی مگر اس [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] کا ادا کرنا لازم ہے۔
[illegible] کتاب [illegible] ہو جائیں تو [illegible] ذمہ دار [illegible]
[illegible] ہوگا۔

۵۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے
نہ لگایا جائے۔

۶۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط